نصرۃ

میگزین

نصرۃ میگزین شمارہ 47
بمطابق مارچ/ اپریل 2019
رجب / شعبان 1440 ہجری

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

(امیر حزب التحریر)

تفسیر سورۃ البقرۃ آیت: 187

موجودہ معاشی صورتحال

باجوہ- عمران حکومت

اپنے ہارے ہوئے آقا امریکا کی افغانستان میں مستقل موجودگی کو یقینی بنانے کے لیے افغان مذاکرات میں سہولت کاری کا کردار ادا کر کے اسلام اور مسلمانوں سے غداری کر رہی ہے

شہادت کے حصول کی خواہش اور جستجو

شیر کی ایک دن کی زندگی، گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے

حکومت کی پالیسیاں مزید معاشی بدحالی کا سبب بنیں گی کیونکہ ان پالیسیوں کی بنیاد ہمارے مفاد نہیں بلکہ آئی ایم ایف کی ترجیحات ہیں

نصرة
میگزین/شمارہ 47

بمطابق مارچ/ اپریل 2019 رجب/ شعبان1440 ہجری

اس شمارے میں

کرائے کے سہولت کار	اداریہ	1
تفسیر سورۃ البقرۃ 187	شیخ عطاء بن خلیل ابوالرَشتہ	3
شہادت کے حصول کی خواہش اور جستجو	مصعب عمیر	5
شیر کی ایک دن کی زندگی، گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے	بلال المہاجر	9
انسانیت کے لئے بہترین تعلیمی نظام کامل نظریہ حیات (آئیڈیالوجی) سے پیدا ہوتا ہے	آمنہ عابد	12
اسلام میں سزاؤں سے متعلق احکامات	محمد صادق امین	14
موجودہ معاشی صورتحال	خالد صلاح الدین	20
آئی ایم ایف کی ترجیحات کی بنیاد پر حکومت کی پالیسیاں مزید معاشی بدحالی کا سبب بنیں گی	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	24
پاکستان کی حکومت ایغور مسلمانوں اور اسلام کے خلاف چین کی کھلی جنگ کی حمایت کر رہی ہے	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	25
پاکستان کی حکومت کا دعوی تو خلافت راشدہ سے وفاداری کا لیکن تعریف خلافت کو تباہ کرنے والے شخص کی	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	26
کیا رسول ﷺ نے قرآن کی تفسیر کی اور اس کے معنی کو واضح کیا ہے؟	سوال وجواب	27
جلباب، اس کا نیچے تک لٹکنا اور یہ ایک آزاد اور غلام عورت میں کیسے فرق کرتا ہے	سوال وجواب	30
کیا عالمی معیشت میں ڈالر کے عالمی غلبہ کے ختم ہونے کی شروعات ہو چکی ہے؟	سوال وجواب	33
باجوہ-عمران حکومت اپنے ہارے ہوئے آقا امریکا کی افغانستان میں مستقل موجودگی کی سہولت کاری کر رہی ہے	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	43

اداریہ: کرائے کے سہولت کار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاکستان کی سہولت کاری کے بغیر امریکا کا افغانستان سے بوریا بستر گول ہوجانا طے ہوچکا تھا۔ امریکی حکام تنقید اور تعریف کے ذریعے دباؤ ڈال کر پاکستان کو اس بات پر مجبور کررہے ہیں کہ وہ امریکا کو افغانستان سے مکمل انخلا کی ذلت سے بچانے کے لیے نام نہاد افغان امن عمل میں سہولت کاری کا کردار ادا کرے۔ 5 فروری 2019 کو امریکی سینٹرل کمانڈ کے کمانڈر جنرل جوزف ووٹل نے سینٹ کی آرمز کمیٹی کے اراکین کو بتایا کہ، "ہم خطے کے کرداروں کی جانب دیکھ رہے ہیں جیسا کہ پاکستان کہ وہ رویہ تبدیل کریں جس سے خطے کا استحکام خراب ہوتا ہے اور وہ افغانستان سمیت پورے جنوبی ایشیا میں امن کے قیام کے لیے تعمیری کردار ادا کرے"۔ اس نے مزید کہا کہ "جبکہ ہماری توجہ مصالحت اور خطے کے سیکیورٹی پر ہے، تو پاکستان کے پاس ایک منفرد موقع ہے کہ وہ افغانستان کے تنازع کے مذاکراتی حل کی تلاش میں امریکا کی کوششوں کی حمایت میں کیے گئے اپنے وعدے پورے کرے"۔

سات سمندر پار ہونے کی وجہ سے امریکا ہمیشہ سے افغانستان میں اپنی مہم جوئی میں پاکستان کی مقامی سہولت کاری پر بہت زیادہ انحصار کرتا آیا ہے۔ امریکا کو فوجی حملے کے لیے ایک محفوظ اور کھلی مواصلاتی لائن درکار تھی جس کے لیے پاکستان نے انتہائی اہم سہولت کار کا کردار ادا کیا تھا۔ پاکستان نے امریکا کی جنگی مہم جوئی میں سہولت کار کا کردار ادا کرتے ہوئے اسے فضائی راستے، ہوائی اڈے، انٹیلی جنس اور سپلائی لائنز فراہم کیں۔ جب افغان مزاحمت نے سر اٹھایا تو پاکستان نے اپنی سرزمین پر امریکا کی سرکاری انٹیلی جنس اور پرائیوٹ ملٹری کنٹریکٹرز کا نیٹ ورک کھڑا کرنے میں سہولت کار کا کردار ادا کیا۔ امریکا نے اس مدد کا شکریہ اس طرح ادا کیا کہ بھارت کی مدد سے اس نیٹ ورک کو پاکستان میں خفیہ جنگ لڑنے کے لیے استعمال کیا تاکہ پاکستان سے مزید سہولت کاری کا کردار ادا کروایا جائے۔

> امریکا افغانستان سے ذلت آمیز مکمل انخلا کے بہت قریب ہے تو ایک بار پھر پاکستان سہولت کار کا کردار ادا کرتے ہوئے امریکا اور طالبان کے درمیان بات چیت شروع کروا کر امریکا کے لیے ایک سیاسی معاہدہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے جس کے تحت امریکا افغانستان میں اپنے اڈوں، پرائیوٹ ملٹری کنٹریکٹرز اور باقاعدہ افواج کے ذریعے اپنی موجودگی کو برقرار رکھ سکے۔

جب افغان مزاحمت مضبوط ہوگئی اور امریکا کے خلاف قابلِ ذکر کامیابیاں حاصل کرنے لگی تو پاکستان نے اپنے قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشنز کر کے سرحد پار امریکا، نیٹو اور افغان فورسز پر حملوں کو روکنے کے لیے سہولت کار کا کردار ادا کیا۔ جیسے جیسے افغان مزاحمت شدید ہوتی گئی پاکستان نے سہولت کار کا کردار ادا کرتے ہوئے ڈیورنڈ لائن پر ایک مضبوط دیوار کھڑی کر کے امریکا اور اس کے اتحادیوں کو تحفظ فراہم کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اور اب جبکہ امریکا افغانستان سے ذلت آمیز مکمل انخلا کے بہت قریب ہے تو ایک بار پھر پاکستان سہولت کار کا کردار ادا کرتے ہوئے امریکا اور طالبان کے درمیان بات چیت شروع کروا کر امریکا کے لیے ایک سیاسی معاہدہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے جس کے تحت امریکا افغانستان میں اپنے اڈوں، پرائیوٹ ملٹری کنٹریکٹرز اور باقاعدہ افواج کے ذریعے اپنی موجودگی کو برقرار رکھ سکے۔

لہٰذا "افغان امن بات چیت" افغانستان میں بھارتی اثرورسوخ کو کسی صورت کم کرنے کا باعث نہیں بنیں گے بلکہ اس کے اثرورسوخ کو مزید مضبوط کریں گے۔ مذاکرات امریکی افواج سے پاکستان کو لاحق خطرے میں کمی کا باعث نہیں بنیں گے کیونکہ ان مذاکرات کے ذریعے امریکہ کی افغانستان میں موجودگی کو یقینی بنایا جائے گا جبکہ ان کا جانا تقریباً یقینی ہوچکا تھا۔ مذاکرات پاکستان کو بھارت کی ممکنہ جارحیت کے خلاف اپنی ایٹمی و میزائل صلاحیت کو بڑھانے میں مددگار ثابت نہیں ہوں گے بلکہ اس کے ذریعے امریکا کو یہ سہولت ہوگی کہ وہ افغانستان کی دلدل سے نکل کر اطمینان کے ساتھ بھارت کو کیل کانٹے سے لیس کرسکے۔ امریکا نے میزائل ڈیفنس ریویو (MDR) میں اس عزم کا اعادہ کیا ہے کہ وہ بھارت کے ساتھ بیلسٹک میزائل ڈیفنس (BMD) تعاون میں اضافہ کرے گا۔ ڈی این آئی از کی گلوبل تھریٹ اسیسمنٹ رپورٹ (GTAR) میں بغیر کسی لگی لپٹی کے بتایا گیا ہے کہ امریکا پاکستان کو اپنا دشمن تصور کرتا ہے۔ اس کے علاوہ میزائل ٹیکنالوجی کنٹرول

رجیم (MTCR)، آسٹریلیا گروپ (AG)، اور نیوکلیئر سپلائی گروپ (NSG) اور باہمی دفاعی اور نقل وحمل کے معاہدوں کے ذریعے بھارت کو ہائی ٹیک دفاعی آلات اور ایٹمی ٹیکنالوجی تک رسائی دی جارہی ہے۔ایک فوجی اتحاد میں عالمی طاقت کو سہولت کاری کی فراہمی ایک یکطرفہ معاملہ ہوتا ہے کیونکہ اس کا نتیجہ ہمیشہ بڑی طاقت کے مفادات کے حصول اور سہولت کار کے مفادات کے نقصان کی صورت میں نکلتا ہے۔ امریکا–پاکستان اتحاد کو بھی اس حقیقت سے کوئی استثنا حاصل نہیں ہے اور نہ ہی کبھی ہوگا۔ اسلام استعماری اصولوں کا انکار کر کے کھیل کے اصول تبدیل کر دیتا ہے۔ اسلام دوسری طاقتوں کے ساتھ فوجی اتحاد کو مسترد کرتا ہے اور اس بات پر توجہ مرکوز کرتا ہے کہ اسلامی ریاست نہ صرف ایک اہم طاقت بنے بلکہ عالمی طاقت بنے۔ اسلام مطالبہ کرتا ہے کہ ریاست صنعتی انقلاب برپا کرے تا کہ اسلحے کے لیے کسی پر بھی انحصار نہ کرنا پڑے۔ اسلام شرائط سے منسلک سودی قرضوں کو مسترد کرتا ہے اور مضبوط و آزاد معیشت کے لیے مقامی وسائل کو حرکت میں لاتا ہے۔ اسلام ویسٹ فیلین Westphalian تصور پر مبنی قومی ریاستوں کو مسترد کرتا ہے جس کو بنیادی طور پر اس لیے تخلیق کیا گیا تھا کہ زبردست پیمانے پر وسیع ہوتی ریاست خلافت کو مزید وسیع ہونے سے روکا جاسکے۔ لہٰذا اسلامی ریاستِ خلافت واپس آنے کے بعد تمام مسلم علاقوں کو یکجا کرنے پر توجہ مرکوز کرے گی۔ در حقیقت یہ وقت نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کا وقت ہے۔

ختم شد

بقیہ صفحہ 4 سے

بیٹھنے والے کے استثنا کا ہے یعنی معتکف مباشرت کی اجازت سے مستثنیٰ ہے۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ رمضان کی رات میں عورتوں کے ساتھ مباشرت اور ہم بستری مباح ہے۔ آیت کے اس حصہ میں بیان فرماتے ہیں کہ اس میں معتکف شامل نہیں۔ معتکف جب تک اعتکاف میں رہے، اس کے لیے جماع حرام ہے۔ بعض مسلمان ایسا کرتے تھے کہ اعتکاف کے دوران اپنے گھروں میں چلے جاتے اور کبھی اپنی بیویوں سے مباشرت کر لیتے اور پھر اعتکاف مکمل کرنے کے لیے غسل کر کے مسجد میں آجاتے، پس یہ آیت نازل ہوئی اور ان پر اعتکاف مکمل کرنے تک اس فعل کو حرام کر دیا گیا۔

[وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ] "جبکہ تم مسجد وں میں اعتکاف کیے بیٹھے ہوں۔" لغت میں اعتکاف کے معنی ہیں؛ ایک جگہ میں تنہا الگ تھلگ ہو کر رہنا اور وہیں کا ہو کر رہنا۔ شرعی اصطلاح میں اعتکاف کے معنی ہیں: مخصوص اعمال کے لیے مسجد میں ٹھہرے رہنا۔

اعتکاف کو مسجد کے ساتھ خاص کیا ہے، جیسا کہ آیت میں ہے، یہ اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اعتکاف صرف مسجد میں ہی ہوتا ہے۔ مگر اعتکاف میں یہ شرط عورتوں پر لاگو نہیں ہوتی، یہ خطاب مردوں سے ہے اور تغلیب کے ذریعے بھی اس میں عورتوں شامل نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ تخصیص کا قرینہ موجود ہے۔ قرینہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: **[وَلاَ تُبَاشِرُوهُنَّ]** " ان سے مباشرت نہ کرو" اس کا مطلب ہے کہ **[وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ]** کے مخاطب حقیقت میں مرد ہیں، اس میں عورتیں شامل نہیں۔ اسی بنا پر عورت کے اعتکاف کے لیے مسجد شرط نہیں بلکہ وہ اپنے گھر میں اعتکاف کرے گی۔

رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دے دی۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج اعتکاف کرتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان میں اعتکاف سنت میں سے ہے اور اس میں بڑا اجر ہے۔

6-اس کے بعد اللہ تعالیٰ آیت کا اختتام فرماتے ہیں، اس میں یہ بیان کرتے ہیں کہ روزے کے جو احکام ذکر ہوئے یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں، یعنی گویا یہ حق و باطل کے درمیان حدِ فاصل ہیں، پس کوئی اسے تجاوز کرے گا تو وہ حق سے نکل کر باطل کے دائرے میں داخل ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا قول **[فَلاَ تَقْرَبُوهَا]** " ان (کی خلاف ورزی) کے قریب بھی مت جانا" اس پر دلیل ہے کہ اللہ کے حرام کردہ امور کو سرانجام دینے کی ممانعت شدید ہے۔ کیونکہ اس کے قریب جانے سے بھی منع کرنا اس کو عملاً کرنے کی ممنوعیت میں مزید شدت کا تقاضا کرتا ہے۔

جس طرح اللہ سبحانہ نے روزے کے احکامات بیان فرمائے اور اس کی حدود متعین کیں جن سے تجاوز کرنا درست نہیں، اسی طرح وہ تمام احکام بھی بیان فرمائے جو لوگوں کے امور سے متعلق ہیں اور انہی احکام کی پیروی میں اللہ کے غصے اور اس کے عذاب سے بچاؤ پوشیدہ ہے اور انہی احکام پر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا اور نعمتوں کے حصول کا راستہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، **كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ** " اسی طرح اللہ اپنی آیتیں لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں "(البقرۃ 2:187)

ختم شد

تفسیر سورۃ البقرۃ: آیت 187

فقیہ اور مدبر سیاست دان امیر حزب التحریر شیخ عطا بن خلیل ابو رَشتہ کی کتاب **تیسیر فی اصول التفسیر** سے اقتباس

:

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمْ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنْ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنْ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلاَ تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلاَ تَقْرَبُوهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴾ [البقرة:187]

" تمہارے لیے حلال کردیا گیا ہے کہ روزوں کی رات میں تم اپنی بیویوں سے بے تکلف صحبت کرو۔ وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم اُن کے لیے لباس ہو۔ اللہ کو علم تھا کہ تم اپنے آپ سے خیانت کررہے تھے، پھر اس نے تم پر عنایت کی اور تمہاری غلطی معاف فرمادی، چنانچہ اب تم ان سے صحبت کرلیا کرو، اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لیے لکھ رکھا ہے اسے طلب کرو۔ اور اس وقت تک کھاؤ پیو جب تک صبح کی سفید دھاری ممتاز ہوکر تم پر واضح (نہ) ہوجائے۔ اس کے بعد رات آنے تک روزہ پورا کرو۔ اور ان (اپنی بیویوں) سے اس حالت میں مباشرت نہ کرو جب تم مسجدوں میں اعتکاف میں بیٹھے ہو۔ یہ اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدود ہیں، لہٰذا ان (کی خلاف ورزی) کے قریب بھی مت جانا۔ اس طرح اللہ اپنی نشانیاں لوگوں کے سامنے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔" (البقرۃ 2:187)

ان آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ:

1۔ بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے روزے کی راتوں میں شوہروں کے لیے اپنی بیویوں سے مباشرت کو حلال کردیا ہے، ہر ایک کو دوسرے کے لیے ستر بنایا ہے، میاں بیوی میں سے ہر ایک دوسرے کے سامنے اپنا ستر کھول سکتا ہے اور گویا ہر ایک دوسرے کے لیے بمنزلہ لباس کے ہے۔

رفث اصل میں عرب کے اس قول میں]**الرَّفَثُ**[سے ہے: رَفَثَ فی کلامِہِ وتَرَفَّثَ یعنی فلاں آدمی نے فحش باتیں کیں، کھلے الفاظ میں وہ باتیں کیں جو عام طور پر اشاروں اور کنایوں میں کہی جاتی ہیں۔ یہاں رفث سے مراد جماع اور ہم بستری ہے۔

2- بے شک اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ تم اپنے آپ سے خیانت کا ارتکاب کرتے ہو یعنی رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے جماع کرکے اپنی جانوں پر ظلم ڈھارہے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت کی اور تمہیں معاف کیا، چنانچہ تمہارے کیے پر پکڑ نہیں کی، نہ ہی کوئی سزا دی بلکہ جو تم نے کیا اس سے درگزر کیا اور اب اس کو تمہارے لیے حلال بھی کردیا اب رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ہم بستری کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: كان المسلمون إذا صلوا العشاء الآخرة حرم عليهم الطعام والشراب والنساء حتى يفطروا، وإن عمر بن الخطاب أصاب أهله بعد صلاة العشاء وأن صرمة بن قيس غلبته عينه بعد صلاة المغرب فنام ولم يستيقظ حتى صلى رسول الله صلى الله عليه و سلم العشاء فقام فأكل وشرب، فلما أصبح أتى رسول الله صلى الله عليه و سلم فأخبره بذلك فأنزل الله: (أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ) الآية "شروع میں جب مسلمان عشاء کی نماز پڑھ چکتے تو ان کے لیے کھانا پینا اور عورتیں حرام ہوجاتیں، یہاں تک کہ افطار کرلیں۔ عمر بن الخطابؓ ایک دفعہ عشاء کی نماز کے بعد اپنی بیوی کے پاس گئے (جماع کیا) اور صرمہ بن قیس کی مغرب کی نماز کی بعد آنکھ لگ گئی اور سو کر اٹھ نہ سکا، آپ ﷺ عشاء کی نماز پڑھ چکے تو وہ نیند سے بیدار ہوا اور کھاپی لیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا ماجرا عرض کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: **أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ** "

[تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ]" اپنے آپ سے خیانت " تَخْتَانُونَ "فعل کا اپنا مصدر اِخْتِیَان ہے اور یہ خیانت سے نکلا ہے، جیسے اکتساب کَسَبَ سے نکلا ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ تم اپنی جانوں سے خیانت میں مبتلا تھے اور رمضان کی راتوں میں جماع اور ہم بستری کرکے اپنی جانوں پر ظلم کررہے تھے۔

[بٰشِروهن] کا مطلب مباشرت سے ہے یعنی ان سے رمضان کی راتوں میں جماع کرو۔ یہاں مباشرت کا امر اباحت کے لیے ہے اور مباشرت کنایہ ہے جماع

سے، کیونکہ مباشرت کا معنی ہے : دو انسانوں کا ایک دوسرے کے جلد کو مَس کرنا۔ چونکہ جماع یا ہم بستری کی حالت میں جسموں کا ملاپ ہوتا ہے، اس لیے اس کو مباشرت اور مجامعت کہتے ہیں۔ رمضان کی رات میں اس کی اباحت کا قرینہ یہ ہے کہ یہ امر، حظر (پابندی) کے بعد وارد ہوا ہے، ایسی صورت میں ممنوعہ فعل اپنی اصل یعنی اباحت کی طرف لوٹ جاتا ہے، جیسا کہ اُصول الفقہ کی کتابوں میں قرائن کی بحث میں اس کا تفصیلی بیان کیا گیا ہے۔

[وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ] " جو کچھ اللہ نے تمہارے لیے لکھ رکھا ہے اسے طلب کرو "یعنی اولاد میں سے جو کچھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہیں تقسیم کر کے دیا ہے، اُس کو تلاش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مباشرت اور ہم بستری کا مقصد فقط شہوت رانی اور نفسانی خواہش کو پورا کرنا نہیں، بلکہ اس کا مقصد وہی ہے جو نکاح کا ہے، نکاح کا اصل مقصد بقائے نسل ہے۔ حدیث میں ہے کہ : ((تناكحو اتناسلوا فانى مفاخر بكم الامم يوم القيامة)) " نکاح کیا کرو تاکہ تمہاری نسل بڑھ جائے، میں قیامت کے دن تمہاری(کثرت کی)وجہ سے فخر کروں گا۔"(ابوداؤد:2/220، النسائی:3227،ابنِ ماجہ:1846، احمد:3/158، ابنِ حبان:9/338)۔ یہاں امر برائے نُدب ہے، اور اس میں دیا گیا حکم مندوب (نفلی) ہے، رسول ﷺ کا اولاد کی جستجو (تناسل) کی مدح کرنا جیسے کہ حدیث میں ذکر کیا گیا ہے، نُدب کا قرینہ ہے۔

3-اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ کھانے پینے اور بیویوں سے مباشرت سے کب رُکنا واجب ہے۔ فرمایا: **[حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ]** "جب تک صبح کی سفید دھاری ممتاز ہو کر تم پر واضح (نہ) ہو جائے "یعنی صبح صادق طلوع ہونے تک۔ صبح صادق وہ سفیدی ہے جو چوڑائی میں (دائیں بائیں) اُفق پر دھاگے کی مانند نمودار ہوتی ہے، یہ رات اور دن کے درمیان حدِ فاصل ہوتی ہے۔ اس سفیدی سے تھوڑی دیر پہلے اُفق کے قریب عمودی شکل میں ایک اور سفیدی اپنی جھلک دکھا چکی ہوتی ہے، یہ صبح کاذب کہلاتی ہے۔ کھانے پینے اور مباشرت کی اباحت صبح کاذب پر نہیں بلکہ صبح صادق پر ختم ہو جاتی ہے۔ " عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: لما نزلت هذه الآية وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنْ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ عمدت إلى عقالين أحدهما أسود والآخر أبيض فجعلتهما تحت وسادتي، قال فجعلت أنظر إليهما فلما تبين لي الأبيض من الأسود أمسكت فلما أصبحت غدوت إلى رسول الله صلى الله عليه و سلم فأخبرته بالذي صنعت فقال إن وسادك إذن لعريض إنما ذلك بياض النهار من سواد الليل" جب یہ آیت**[وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ]**نازل ہوئی تو میں نے دو دھاگے لیے، ایک کالا اور دوسرا سفید، پھر میں نے ان کو اپنے سرہانے کے نیچے رکھ دیا، میں بار بار (جاگ کر) ان کو دیکھتا رہا، پھر جب سفید اور کالے کی پہچان کر پائی تو میں (کھانے پینے یا جماع سے) رُک گیا، صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور رات والا ماجرا سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو تمہارا سرہانہ کافی لمبا چوڑا ہے (کہ اس کے نیچے رات اور دن سما جاتے ہیں) کالے اور سفید دھاگے سے دن کی سفیدی اور رات کی سیاہی مراد ہے۔" (بخاری:4149، 4150، مسلم:1824، ابوداؤد:2002، دارمی:1632)۔

4- **[ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ]**" اس کے بعد رات آنے تک روزہ پورا کرو "اللہ سبحانہ مطالبہ فرماتے ہیں کہ ہم روزہ رات تک رکھ کر پورا کریں ، جس کا مطلب ہے کہ دن کا روزہ رات کے کسی نہ کسی جز میں داخل ہونا چاہیے، خواہ وہ جز بہت کم ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ دن کی بالکل آخری گھڑی رات کی اولین گھڑی سے متصل ہوتی ہے لہٰذا دن کا روزہ مکمل کرنے کے لیے رات اور دن میں کوئی نہ کوئی ملاپ ضروری ہے، جس کا مطلب ہے کہ روزہ رات شروع ہونے تک ہونا چاہیے تاکہ افطار کرنا صحیح ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، إذا أدبر النهار من هنا وأقبل الليل من هنا فقد أفطر الصائم "جب ادھر سے دن چلا جائے اور ادھر سے رات آجائے تو روزہ دار کے افطار کا وقت ہو جاتا ہے"(بخاری:1818، مسلم:1841)۔

اسی وجہ سے **مالا يتم الواجب الا به فهو واجب**"جس چیز کے نہ ہونے سے واجب ادا نہ ہو سکتا ہو تو وہ بھی واجب ہوتی ہے"کا قاعدہ یہاں بھی جاری ہو گا۔ لہٰذا رات کا کوئی جز داخل ہوئے بغیر خواہ بہت کم ہی کیوں نہ ہو، دن کا روزہ مکمل کرنا ممکن ہے ۔ یہی وجہ ہے فقہا کے اس قول کی: **الغاية تدخل فى المغيا**"کسی چیز کی انتہا اسی چیز میں سمجھی جاتی ہے"۔ مثلاً قرآن میں ہے: **[فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ]**"اپنے چہروں کو دھوؤ، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ"(المائدہ 5:6)۔ ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا اس وقت ہی ممکن ہے کہ جب دھوتے وقت کہنیوں کا بھی کچھ نہ کچھ حصہ دھویا جائے۔ یہ اسی قاعدے کے مطابق ہے۔

5- **[وَلاَ تُبَاشِرُوهُنَّ]**اس کے بعد اللہ سبحانہ ایک اور حکم بیان فرماتے ہیں، یہ حکم اعتکاف میں

بقیہ صفحہ 2 پر

شہادت کے حصول کی خواہش اور جستجو

تحریر: مصعب عمیر، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فوجی تربیت کے دوران شہادت کی خواہش اور اس کی جستجو کرنا اسلامی ادوار میں ہمیشہ ایک بنیادی تصور رہا ہے۔ اسلامی ادوار میں اسلحہ، جنگی حکمت عملی اور جنگی چالیں سیکھنے کے ساتھ ساتھ شہادت کے حصول کی خواہش اور اس کے لیے کوشش ایک اہم ترین تصور ہوتا تھا جس کو پڑھنا، سمجھنا اور اپنی شخصیت کا حصہ بنانا انتہائی ضروری ہوتا تھا۔ شہادت کے حصول کی خواہش اسلامی افواج کو میدانِ جنگ میں جوش و جذبے سے لبریز کردیتی تھی اور انہیں ایسے اہداف کو حاصل کرنے کے قابل بنا دیتی تھی جنہیں دوسری افواج ناممکن سمجھتی تھیں اور ان اہداف کو حاصل کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتی تھیں۔ کفار افواج کے جرنیل اس مشکل سے دوچار رہتے تھے کہ ان کی افواج کے سپاہی زندگی کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے وہ ایسی فوجی حکمت عملی نہیں اپنا سکتے تھے جس میں زیادہ جانی نقصان کا اندیشہ ہو۔ لیکن اس کے برخلاف اسلامی افواج کے جرنیلوں کو ایسی فوج میسر تھی جو میدانِ جنگ کو ایک ایسے سنہری موقع کے طور پر دیکھتے تھے جس کے ذریعے انہیں وہ اعلیٰ ترین انعامات مل سکتے تھے جو کسی بھی روح کی تمنا ہو سکتے ہیں۔

شہادت کے حصول کی خواہش مسلم افواج کو مضبوطی و استقامت کے ساتھ میدان جنگ میں اپنے سے کئی گنا بڑی افواج کے سامنے ڈٹے رہنے کا حوصلہ اور فتح حاصل کرنے کی قوت فراہم کرتی تھی۔ اسلامی دور کے فوجی افسران افواج میں خدمات انجام دینے کو اس نظر سے نہیں دیکھتے تھے کہ اس طرح انہیں ایک محفوظ اور عزت دار روزگار میسر آجائے گا جسے کے ذریعے وہ اپنے بچوں کے تعلیم، رہائش اور ٹرانسپورٹ کی ضروریات کو اچھے طریقے سے پورا کرسکیں گے جیسا کہ آج کے دور میں مسلم افواج کے افسران کے سوچ بن گئی ہے۔ اسلامی دور کے افسران کی نگاہیں صرف اور صرف اُس انعام پر مرکوز ہوتی تھی جس کا

اسلامی دور کے فوجی افسران افواج میں خدمات انجام دینے کو اس نظر سے نہیں دیکھتے تھے کہ اس طرح انہیں ایک محفوظ اور عزت دار روزگار میسر آجائے گا جسے کے ذریعے وہ اپنے بچوں کے تعلیم، رہائش اور ٹرانسپورٹ کی ضروریات کو اچھے طریقے سے پورا کرسکیں گے جیسا کہ آج کے دور میں مسلم افواج کے افسران کے سوچ بن گئی ہے۔

نعمل البدل یہ دنیا کسی صورت نہیں دے سکتی اور وہ تھی اس دنیا کی مختصر سے زندگی کے مقابلے میں آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی۔

اسلامی حکمرانی کے خاتمے کے بعد، ہمارے موجودہ دور میں، مسلمانوں میں شہادت کے حصول کے جذبے نے مغربی فوجی حکمت عملی بنانے والوں کو جہاں بہت زیادہ مرعوب کیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت زیادہ پریشان بھی ہیں۔ شہادت کے حصول کی خواہش اور جذبے کو اب ایسے دیکھا جاتا ہے کہ شہادت کی خواہش اس شخص کی قوت اور صلاحیتوں کو کئی گنا بڑھا دیتی ہے۔ اس جذبے نے مسلمانوں کو اس قابل بنایا ہے کہ وہ فوجی لحاظ سے مکمل طور پر مسلح اور تیار نہ ہونے کے باوجود قابض افواج کو مسلسل ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہے ہیں جیسا کہ آج ہم افغانستان اور مقبوضہ کشمیر میں دیکھ رہے ہیں۔ اس صورتحال نے مغرب کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ ایسی جنگوں کا گہرائی سے مطالعہ کریں جس میں دونوں فریقوں کے درمیان جنگی توازن میں بہت زیادہ فرق ہوتا ہے اور واضح طور پر دکھائی دیتا ہے کہ مسلمان سپاہیوں میں شہادت کے حصول کی خواہش انہیں دنگ کیے ہوئے ہے۔ اور اس حقیقت کا ادراک کرنے کے بعد مغرب کی حکمران اشرافیہ یہ سوچ کر ہی لرز جاتی ہے کہ اگر مسلم ممالک کی افواج میں سے کوئی ایک فوج ان پر حملہ آور ہونے کے لیے حرکت میں آگئی تب ان کا کیا بنے گا، اور انہیں اس بات کا بھی اندازہ ہے کہ نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت کے قیام کے بعد ایسا ہونا ایک لازمی امر ہے۔

شہادت اسلام کا ایک اہم ترین تصور ہے اور اسلامی امت کی نمایاں خاصیت بھی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: **وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُواْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَتاً بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ - فَرِحِينَ بِمَآ ءَاتَـهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُواْ بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلاَّ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ**، "جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ اللہ کے

نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے۔ جو کچھ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اس میں خوش ہیں۔ اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) ان میں شامل نہیں ہو سکے ان کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے" (آل عمران: 170-169)۔

یہاں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بالکل واضح طور پر فرمایا ہے کہ اگرچہ شہداء اس دنیا کی زندگی میں مارے جاتے ہیں لیکن ان کی روحیں زندہ ہوتی ہیں اور انہیں اُس ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کا رزق بھی مل رہا ہوتا ہے۔ مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا کہ مسروق نے کہا، "ہم نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے اس آیت کے متعلق پوچھا، **وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُواْ فِى سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ** "جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے"۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا، **أَرْوَاحُهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ، لَهَا قَنَادِيلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ، تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ، ثُمَّ تَأْوِي إِلَى تِلْكَ الْقَنَادِيلِ، فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمُ اطِّلَاعَةً فَقَالَ: هَلْ تَشْتَهُونَ شَيْئًا؟ فَقَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِي وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا؟ فَفَعَلَ ذَلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوا مِنْ أَنْ يُسْأَلُوا، قَالُوا: يَا رَبِّ نُرِيدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا حَتَّى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى، فَلَمَّا رَأَى أَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ، تُرِكُوا**" شہیدوں کی روحیں سر سبز پرندوں کے جوف میں ہوتی ہیں، ان کے لئے ایسی قندیلیں ہیں جو عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں اور وہ روحیں جہاں چاہیں جنت میں پھرتی رہتی ہیں پھر انہی قندیلوں میں واپس آجاتی ہیں۔ ان کا رب ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتا ہے کہ تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے وہ عرض کرتے ہیں ہم کس چیز کی خواہش کریں حالانکہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں پھرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے اس طرح تین مرتبہ فرماتا ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ انہیں کوئی چیز مانگے بغیر نہیں چھوڑا جائے گا تو وہ عرض کرتے ہیں اے رب ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دیں یہاں تک کہ ہم تیرے راستے میں دوسری مرتبہ شہید کیے جائیں۔ جب اللہ دیکھتا ہے کہ انہیں اب کوئی ضرورت نہیں تو انہیں چھوڑ دیا جاتا ہے "۔ مسلم فوجی افسران کو اپنے اُن بھائیوں کو یاد کرنا چاہیے جنہوں نے غزوہ احد میں شہادت کو گلے لگایا تھا۔ مسلم فوجی افسران کو احد کے شہداء کی جانب سے ان کے لیے چھوڑے گئے پیغام پر اچھی طرح سے غور کرنا چاہیے۔ امام احمد نے بتایا کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **لَمَّا أُصِيبَ إِخْوَانُكُمْ بِأُحُدٍ، جَعَلَ اللَّهُ أَرْوَاحَهُمْ فِي أَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ، تَرِدُ أَنْهَارَ الْجَنَّةِ، وَتَأْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا، وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مِنْ ذَهَبٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ، فَلَمَّا وَجَدُوا طِيبَ مَشْرَبِهِمْ وَمَأْكَلِهِمْ، وَحُسْنَ مُتَقَلَّبِهِمْ قَالُوا: يَا لَيْتَ إِخْوَانَنَا يَعْلَمُونَ مَا صَنَعَ اللَّهُ لَنَا، لِئَلَّا يَزْهَدُوا فِي الْجِهَادِ، وَلَا يَنْكُلُوا عَنِ الْحَرْبِ، فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ**" جب تمہارے بھائی اُحد کے دن شہید کیے گئے تو اللہ نے ان کی روحوں کو سبز چڑیوں کے پیٹ میں رکھ دیا، جو جنت کی نہروں پر پھرتی ہیں، اس کے میوے کھاتی ہیں اور عرش کے سائے میں معلق سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں، جب ان روحوں نے اپنے کھانے، پینے اور سونے کی خوشی حاصل کرلی، تو وہ کہنے لگیں: کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو ہمارے بارے میں یہ خبر پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں روزی دی جاتی ہے تاکہ وہ جہاد سے بے رغبتی نہ کریں اور لڑائی کے وقت سستی نہ کریں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا" : میں تمہاری جانب سے انہیں یہ خبر پہنچاؤں گا"، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی **«وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُواْ فِى سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ»** " جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے"۔ لہٰذا اسلامی دور کا فوجی آفیسر صرف تہجد اور مسجد میں نماز پڑھنے کے اجر کا متمنی نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ نم آنکھوں سے دونوں ہاتھ بلند کر کے شہادت کی موت

> رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،
>
> **"جب تمہارے بھائی اُحد کے دن شہید کیے گئے تو اللہ نے ان کی روحوں کو سبز چڑیوں کے پیٹ میں رکھ دیا، جو جنت کی نہروں پر پھرتی ہیں، اس کے میوے کھاتی ہیں اور عرش کے سائے میں معلق سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں، جب ان روحوں نے اپنے کھانے، پینے اور سونے کی خوشی حاصل کرلی، تو وہ کہنے لگیں: کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو ہمارے بارے میں یہ خبر پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں روزی دی جاتی ہے تاکہ وہ جہاد سے بے رغبتی نہ کریں اور لڑائی کے وقت سستی نہ کریں۔۔۔"**

کی دعا کرتا تھا۔ مسلم فوجی آفیسر اور سپاہی کی دعا صرف گھر، سواری اور بچوں کی اچھی تعلیم کے لیے نہیں ہوتی بلکہ وہ شہادت کی دعا کرتا ہے۔ اپنے وقت کے فوجی حکمت عملی کے ماہر معاذ بن جبلؓ جنہوں نے غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کو مشورہ دیا تھا، یہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **مَنْ سَأَلَ اللَّهَ الْقَتْلَ فِي سَبِيلِهِ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهِ أَعْطَاهُ اللَّهُ أَجْرَ الشَّهِيدِ** "جو شخص سچے دل سے اللہ کی راہ میں مارے جانے کی دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے شہادت کا ثواب دے دے گا "(ترمذی)۔

ایک مسلم آفیسر نہ تو اس دنیا کی زندگی کے عزت و رتبے کسی خاطر میں لاتا ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے بھاگتا ہے بلکہ وہ صرف اور صرف شہادت کے حصول اور اس سے جڑی عزت کا شدید متمنی ہوتا ہے۔

امام احمد نے روایت بیان کی ہے کہ انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا، **مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوتُ، لَهَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ، يَسُرُّهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا، إِلَّا الشَّهِيدُ، فَإِنَّهُ يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرَى، لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ** "کوئی بھی ذی روح جو فوت ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لیے بھلائی موجود ہو، یہ بات پسند نہیں کرتا کہ وہ دنیا میں واپس جائے یا دنیا اور جو کچھ بھی دنیا میں ہے، اس کو مل جائے، سوائے شہید کے، کیونکہ وہ شہادت کی جو فضیلت دیکھتا ہے اس کی وجہ سے اس بات کی تمنا کرتا ہے کہ وہ دنیا میں واپس جائے اور اللہ کی راہ میں (دوبارہ) شہید کیا جائے "۔

شہادت ہی وہ واحد عمل ہے جو ایک شخص میں یہ جذبہ پیدا کرتا ہے کہ وہ اللہ کی جنت کو چھوڑ کر ایک بار پھر اس دنیا میں مرنے یعنی شہید ہونے کے لیے جائے۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَأَنَّ لَهُ مَا عَلَى الأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ غَيْرُ الشَّهِيدِ فَإِنَّهُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ** "جو شخص جنت میں جائے گا اس کو پھر دنیا میں آنے کی آرزو نہ رہے گی اگرچہ اس کو ساری زمین کی چیزیں دی جائیں لیکن شہید پھر آنے کی آرزو کرے گا اور وہ آرزو کرے گا کہ اسے دس بار قتل کیا جائے

> **ایک مسلم آفیسر صرف اپنے خاندان کو معاشی استحکام فراہم کرنے کی جستجو نہیں کرتا بلکہ وہ چاہتا ہے کہ اس کا سارا خاندان جنت میں داخل ہو جس کی آسائشیں کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ ابو درداء نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، يُشَفَّعُ الشَّهِيدُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ " شہید کی شفاعت اس کے کنبے کے ستر افراد کے لیے قبول کی جائے گی۔"**
>
> **(ابوداود)**

کیونکہ وہ شہادت کے درجے کو دیکھ چکا ہوتا ہے "(مسلم)۔

ایک مسلم آفیسر صرف اپنے خاندان کو معاشی استحکام فراہم کرنے کی جستجو نہیں کرتا بلکہ وہ چاہتا ہے کہ اس کا سارا خاندان جنت میں داخل ہو جس کی آسائشیں کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ ابو درداء نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **يُشَفَّعُ الشَّهِيدُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ** " شہید کی شفاعت اس کے کنبے کے ستر افراد کے لیے قبول کی جائے گی "(ابوداود)۔ مسلم آفیسر دولت کے انبار جمع کرنے کے لیے ہر وقت فکر مند اور بے چین نہیں رہتا، کہ اس کے مرنے کے بعد اس دولت سے اس کے بیوی بچے لطف اندوز ہوں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی شہادت اس کے بیوی بچوں کے لیے زیادہ نفع بخش ہے۔ ابو بکر ابن مردویہ سے روایت ہے کہ جابر بن عبداللہؓ نے کہا، "ایک دن رسول اللہ ﷺ نے میری جانب دیکھا اور کہا، 'اے جابر! میں تمہیں اداس کیوں دیکھ رہا ہوں؟'۔ میں نے کہا، 'اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے والد شہید ہوئے تھے اور پیچھے قرض اور اہل و عیال چھوڑ گئے تھے'۔ آپ ﷺ نے فرمایا، **أَلَا أُخْبِرُكَ؟ مَا كَلَّمَ اللَّهُ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ، وَإِنَّهُ كَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا .قَالَ سَلْنِي أُعْطِكَ. قَالَ أَسْأَلُكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى الدُّنْيَا فَأُقْتَلَ فِيكَ ثَانِيَةً، فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّهُ قَدْ سَبَقَ مِنِّي الْقَوْلُ إِنَّهُمْ إِلَيْهَا لَا يُرْجَعُونَ. قَالَ أَيْ رَبِّ فَأَبْلِغْ مَنْ وَرَائِي** "کیا میں تمہیں اس چیز کی بشارت نہ دوں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد سے ملاقات کے وقت کہا؟، جابرؓ نے کہا: جی ہاں ضرور بتائیے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی کسی سے بغیر حجاب کے کلام نہیں کیا، لیکن تمہارے والد سے بغیر حجاب کے کلام کیا، اور فرمایا: میرے بندے! مجھ سے آرزو کر میں تجھے عطا کروں گا، اس پر انہوں نے کہا: میرے رب! میری آرزو یہ ہے کہ تو مجھے زندہ کر دے، اور میں تیری راہ میں دوبارہ قتل کیا جاؤں، تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: یہ بات تو پہلے ہی ہماری جانب سے لکھی جا چکی ہے کہ لوگ دنیا میں دوبارہ واپس نہیں لوٹائے جائیں گے، انہوں نے کہا: میرے رب! ان لوگوں کو جو دنیا میں ہیں میرے احوال کی خبر دیدے"۔ ایک مسلم آفیسر کو اپنی آخری منزل، موت کی تکلیف، عذابِ قبر اور اس

بات کا خوف ہوتا ہے کہ کہیں وہ آخرت میں بخشے جانے سے محروم نہ رہ جائے۔ لہٰذا وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل کی تلاش میں شہادت کی جستجو کرتا ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مَسَّ الْقَتْلِ إِلاَّ كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مَسَّ الْقَرْصَةِ** " شہید کو قتل سے صرف اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی تکلیف تم میں سے کسی کو چٹکی لینے سے ہوتی ہے "(ابن ماجہ)۔ راشد بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک نے کہا، "اے اللہ کے رسول ﷺ، کیوں ایمان والوں سے قبر میں امتحان لیا جائے گا مگر شہید سے نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، كَفَى بِبَارِقَةِ السُّيُوفِ عَلَى رَأْسِهِ فِتْنَةً "اس کے سر پر چمکنے والی تلواروں کا امتحان ہی اس کے لیے کافی تھا"(نسائی)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلاَّ الدَّيْنَ** " اللہ تعالیٰ شہید کا ہر گناہ بخش دے گا مگر قرض کے "(مسلم)۔ اور مقدام بن معدی کرب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللَّهِ سِتُّ خِصَالٍ يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ مِنْ دَمِهِ وَيُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الأَكْبَرِ وَيُحَلَّى حُلَّةَ الإِيمَانِ وَيُزَوَّجُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِينَ إِنْسَانًا مِنْ أَقَارِبِهِ**" اللہ کے نزدیک شہید کے لیے چھ انعامات ہیں، (۱) خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے، (۲) وہ جنت میں اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے، (۳) عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے، (۴) فزع الاکبر (قیامت کی عظیم گھبراہٹ) سے مامون رہے گا، (۵) اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوت دنیا اور اس کی ساری چیزوں سے بہتر ہے، (۶) بہتر (72) جنتی حوروں سے اس کی شادی کی جائے گی، اور اس کے ستر رشتہ داروں کے سلسلے میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی "(ابن ماجہ)۔

اور قابل تعریف اور شاندار مسلم آفیسر وہ ہوتا ہے جس کا کردار مضبوطی سے اسلام کی بنیاد پر استوار ہو اور اس کی چوٹی یہ ہوتی ہے کہ اسے شہادت کی شدید خواہش ہوتی ہے۔ تو ایسے آفیسر کو عمر الفاروقؓ کے ان الفاظ پر غور کرنا چاہیے جنہوں نے ایک کے بعد ایک ایسے شاندار فوجی جنرل تعینات کیے جو اسلام اور مسلمانوں کے لیے کامیابیاں سمیٹ لیتے تھے۔ امام مالک نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا کہ عمر بن خطابؓ نے فرمایا، كَرَمُ الْمُؤْمِنِ تَقْوَاهُ وَدِينُهُ حَسَبُهُ وَمُرُوءَتُهُ خُلُقُهُ وَالْجُرْأَةُ وَالْجُبْنُ غَرَائِزُ يَضَعُهَا اللَّهُ حَيْثُ شَاءَ فَالْجَبَانُ يَفِرُّ عَنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ وَالْجَرِيءُ يُقَاتِلُ عَمَّا لاَ يَؤُوبُ بِهِ إِلَى رَحْلِهِ وَالْقَتْلُ حَتْفٌ مِنَ الْحُتُوفِ وَالشَّهِيدُ مَنِ احْتَسَبَ نَفْسَهُ عَلَى اللَّهِ "مؤمن کی قابلیت اس کا تقویٰ ہے۔ اس کا دین اس کی اعلیٰ نسل ہے۔ اس کا کردار اس کی اہمیت ہے۔ بہادری اور بزدلی جبلتیں ہیں جو اللہ جہاں چاہتے ہیں رکھ دیتے ہیں۔ بزدل اپنے ماں باپ کا دفاع کرنے سے بھی ڈرتا ہے اور بہادر مال غنیمت کے لیے نہیں بلکہ جنگ کے لیے لڑتا ہے۔ قتل ہونا موت کا ایک طریقہ ہے اور شہید وہ ہے جو اللہ کے اجر کے لیے خود کو پیش کرتا ہے "(الموطا)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،
اللہ کے نزدیک شہید کے لیے چھ انعامات ہیں، (۱) خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے، (۲) وہ جنت میں اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے، (۳) عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے، (۴) فزع الاکبر (قیامت کی عظیم گھبراہٹ) سے مامون رہے گا، (۵) اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوت دنیا اور اس کی ساری چیزوں سے بہتر ہے، (۶) بہتر (72) جنتی حوروں سے اس کی شادی کی جائے گی، اور اس کے ستر رشتہ داروں کے سلسلے میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔"

وہ مسلم آفیسر اور سپاہی جو شہادت کی آرزو اور جستجو کرتا ہے اس کے لیے آگے کیا کیا نعمتیں رکھی گئی ہیں۔ آج اس کے سامنے کفار کے ہاتھوں فلسطین، افغانستان، مقبوضہ کشمیر، میانمار (برما)، شام، مشرقی ترکستان اور عراق میں مسلمانوں کی شدید تذلیل ہو رہی ہے۔ جبکہ اس کے اور شہادت کے درمیان اسلامی دور کی واپسی اور بحالی حائل ہے، جب امت کے شیروں کو کھلا چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ بزدل دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں اور وہ لگڑ بگڑ کی طرح دُم دبا کر بھاگ جائیں گے۔ اور اس وقت اُن کے سامنے نبوت کے طریقے پر خلافت کے فوری قیام کے لیے نُصرۃ کی فراہمی کی ذمہ داری موجود ہے تاکہ وہ دو حسنات میں سے ایک کو حاصل کر سکیں: کامیابی یا شہادت۔

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا دفتر کے لیے لکھا گیا

مصعب عمیر، پاکستان

ختم شد

شیر کی ایک دن کی زندگی، گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے

تحریر: بلال المہاجر، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر اسلامی تاریخ کو پڑھا جائے تو ایسی کتنی ہی ہستیاں ہیں جو نبی ﷺ کی اس بشارت پر پوری اُترتی ہیں، **مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرَى أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَوْ آخِرُهُ "میری اُمّت بارش کی طرح ہے، معلوم نہیں کہ اس کے اوّل میں خیر ہے یا آخر میں"** (ترمذی)۔ نبی ﷺ کے دور سے لے کے اب تک کتنی ہی بار یہ خیر ظاہر ہوئی اور اب بھی ہو رہی ہے۔ اُمّت پر کتنی ہی دشواریاں اور مشکلات آئیں لیکن اُس کے بعد کوئی نہ کوئی خیر اُمّت میں ظاہر ہوئی۔ ان ہستیوں میں سے ایک ٹیپو سلطان ہیں جو کہ نومبر 1750 عیسوی میں پیدا ہوئے اور انہوں نے 4 مئی 1799 کو جامِ شہادت نوش کیا۔ ٹیپو سلطان میسور کے حاکم تھے اور 'شیرِ میسور' کے نام سے جانے جاتے تھے۔ اُن کے اور بھی بہت سے خطاب تھے جیسے 'سلطان فاتح خان صاحب'، 'ٹیپو صاحب'، 'سلطان بہادر خان ٹیپو'، 'فاتح علی ٹیپو سلطان بہادر'۔ یہ خطابات اُن کی دلیر شخصیت کی عکّاسی کرتے ہیں۔ ایک بہادر مرد، دلیر جنگجو اور فاتح۔ یہی ایک حقیقی مسلم حکمران کی خصوصیات ہیں۔ اور بھی مسلمان لیڈر ان خصوصیات کے حامل تھے جیسے خالد بن ولیدؓ، سلطان محمّد الفاتح، محمّد بن قاسم۔

ٹیپو سلطان نے حالات کے پیشِ نظر ٹھوس قدم اُٹھائے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ، اُس کے رسول ﷺ اور ایمان والے اُن سے راضی ہوں۔ اُنہوں نے وہ دور دیکھا جب مسلمان مغربی استعمار، خصوصاً کافر برطانیہ کے ہاتھوں مشکلات کا شکار تھے۔ ٹیپو سلطان نے اُس برطانیہ کے خلاف ٹھوس اقدامات کیے جو اپنے فائدے کے لیے مسلم اُمّت کی دولت پر حملہ آور تھا۔ برِّصغیر، جو کہ دنیا کی ایک چوتھائی پیداوار کا مرکز تھا، پر برطانیہ کی رال ٹپکتی تھی۔ لہٰذا برطانیہ نے سازشی جال بُنا اور دھوکہ

> اسلامی تاریخ کی بے شمار ہستیوں میں سے ایک ٹیپو سلطان ہیں جو کہ 'شیرِ میسور' کے نام سے جانے جاتے تھے۔ برِّصغیر، جو کہ اسلامی دورِ حکمرانی میں دنیا کی ایک چوتھائی پیداوار کا مرکز تھا، اور جس پر برطانیہ حملہ آور تھا، ٹیپو سلطان نے 4 مئی 1799 برطانیہ کو مسلم اُمّت کی دولت لوٹنے سے روکتے ہوئے دورانِ مزاحمت جامِ شہادت نوش کیا

دہی، افراتفری اور جنگ و جدل کے ذریعے اپنے ناپاک عزائم کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ مگر اُس کی یہ کوشش اتنی آسان نہیں تھی جتنا کہ کچھ لوگ سمجھتے ہیں۔ برطانیہ نے صدیوں تک اپنی استعماریت کو پھیلایا جس طرح کہ یورپ نے چرچ کی سربراہی میں مشرقِ وسطیٰ پر صلیبی جنگوں کے ذریعے دھاوا بولا تھا۔ برطانیہ جن وجوہات کی بنا پر اپنے ناپاک عزائم میں تیزی سے کامیاب نہ ہو سکا اُن میں سے ایک ٹیپو محمّد سلطان تھے۔

'شیرِ میسور' اور آج کے گیدڑ حکمرانوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ٹیپو سلطان کی شخصیت کو سمجھنے کے لئے وہ خط ہی کافی ہے جو اُنہوں نے حیدر آباد کے سلطان نظام علی خان کو لکھا تھا جس میں انہوں نے انگریزوں کے خلاف اتّحاد کی دعوت دی تھی۔ وہ لکھتے ہیں: ''میں چاہتا ہوں کے تم برِّصغیر کے مسلمانوں کے لئے اپنی طاقت استعمال کرو اور میری خواہش ہے کہ میں اسلام اور اللہ کے راستے میں اپنا جان و مال قربان کر دوں۔ میں مسلمانوں کو متّحد کرنا چاہتا ہوں اور یہ کہ وہ کفار کا ساتھ دینے کے بجائے میری مدد کریں''۔ اس خط سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اُن کا مقصد صرف اور صرف اسلام اور مسلمان تھے۔ وہ ایسے حاکم اور کمانڈر تھے جو مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں فکر مند رہتے تھے اور اُن کا مقصد مسلمانوں کو ایک جھنڈے تلے متّحد کرنا تھا۔ ان کی شخصیت ہمارے آج کے سیاسی اور فوجی حکمرانوں جیسی نہیں تھی جو مغرب سے ہاتھ ملاتے ہیں اور اُن کے خلاف کوئی قدم نہیں اُٹھاتے۔ اسلام نے اِن نااہل، خائن اور بددیانت حکمرانوں سے اور اِن حکمرانوں نے اسلام سے تعلق توڑ لیا ہے۔ یہ حکمران اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نازل کردہ کے مطابق حکمرانی نہیں کرتے اور جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نظام کو لانا چاہتے ہیں یہ حکمران اُن سے لڑتے ہیں۔ یہ حکمران کفّار کی کھینچی ہوئی لکیروں اور اُن کے دیئے گئے منقسم جھنڈوں کو زیادہ مقدّس مانتے ہیں۔ دشمنوں نے اپنے ان ایجنٹوں کو ہم پر حکمران بنا دیا ہے جس کی وجہ سے اُمّتِ مسلمہ 50 سے زائد ٹکڑوں میں بٹ چکی اور اُمت کی طاقت تقسیم ہو چکی ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ٹیپو سلطان جیسے بہادر جانباز مجاہد رہنما کے بارے میں قرآن میں فرماتا ہے: **مِنَ**

الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا"مومنوں میں کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کہ جو اللہ سے باندھے گئے عہد و پیمان پر صدقِ دل سے قائم ہیں، بعض اپنے عہد کو پورا کر گئے اور انہوں نے اس کی راہ میں شہادت قبول کرلی، اور کچھ انتظار میں ہیں اور انہوں نے ہر گز اپنے عہد و پیمان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی " (سورۃ الاحزاب 33:23)۔

اگر آج مسلم امت کے حکمرانوں اور فوجی کمانڈروں کے بارے میں بات کی جائے تو انکی صورتِ حال اس حدیث کے مطابق ہے جسے ابوہریرہؓ نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا،**سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتُ يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ قِيلَ وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ قَالَ الرَّجُلُ التَّافِهُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ** "ایسا وقت آئے گا جب جھوٹے کو ایماندار سمجھا جائے گا اور ایماندار کو جھوٹا؛ غدّار کو دیانتدار اور دیانتدار کو غدّار سمجھا جائے گا؛ اور 'رُوَیبِضَۃ' لوگوں کے معاملات چلائیں گے۔ پوچھا گیا 'رویبضۃ' کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا گھٹیا اور خبیث لوگ" (مسند احمد)۔

کسی بھی قوم کی قوّت اُس کے افکار ہوتے ہیں اور کسی بھی ریاست کی قوّت وہ افکار ہوتے ہیں جن کی وہ حامل ہوتی ہے اور وہ شخصیات جو ان افکار کی بنیاد پر حکمرانی کرتے ہیں اور ان افکار کو نافذ کرتے ہیں۔ اس طرح اگر اُمّت کے بنیادی افکار کو سمجھنے میں کمزوری ہے تو وہ لوگ جو مخلص نہیں ہیں وہ ریاست پر بوجھ بن جاتے ہیں۔ جس وجہ سے کمزوری (وَہن)، دھوکہ دہی اور غدّاری ریاست میں اور اس کی صفوں کے اندر نمایاں ہو جاتی ہے۔ ٹیپو سلطان کے ساتھ ایسا تب ہوا جب اُنہوں نے میر صادق جیسے لوگوں کو اپنی کابینہ میں شامل ہونے کی اجازت دی، جس کو ایک بار ٹیپو سلطان کے والد نے معزول کر دیا تھا۔ بعد میں میر صادق نے ہی ٹیپو سلطان سے غداری کی۔

کسی بھی قوم اور ریاست کی قوّت وہ افکار ہوتے ہیں جن کی وہ حامل ہوتی ہے اور وہ شخصیات جو ان افکار کی بنیاد پر حکمرانی کرتے ہیں اور ان افکار کو نافذ کرتے ہیں۔ اگر ان بنیادی افکار کو سمجھنے میں کمزوری (وَہن) رہ جائے تو دھوکہ دہی اور غدّاری ریاست میں اور اس کی صفوں کے اندر نمایاں ہو جاتی ہے۔ ٹیپو سلطان کے ساتھ ایسا تب ہوا جب اُنہوں نے میر صادق جیسے لوگوں کو اپنی کابینہ میں شامل ہونے کی اجازت دی، جس کو ایک بار ٹیپو سلطان کے والد نے معزول کر دیا تھا۔ بعد میں میر صادق نے ہی ٹیپو سلطان سے غداری کی۔

بھارت میں بہت سے ایسے حکمران گزرے ہیں جنہوں نے چالاک قابض قوّتوں کا ساتھ دیا جیسا کہ نظام علی خان۔ وہ حیدر آباد کا حکمران تھا وہ گندی سیاست میں ڈوبا ہوا تھا اور حرام امور میں ملوث تھا۔ اگر مقابلہ صرف ٹیپو سلطان اور انگریزوں کے درمیان رہتا تو ٹیپو سلطان انگریزوں پر حاوی ہو جاتے۔ ٹیپو نے بہترین طریقے سے جنگ کی تیاری کی اور جب انگریز فوج سرنگاپٹم پہنچی اور سلطان کے خلاف محاذ آرائی کی تو بہت جلد ہی اُنہیں سمجھ آگیا کہ ٹیپو سلطان کو شکست دینا انتہائی مشکل ہے۔ ٹیپو نے ایک ایسی فوج تیار کی تھی جس سے لڑنا بہت مشکل تھا۔ انگریزوں نے سرنگاپٹم کا محاصرہ کر لیا اور بیس دن تک وہاں جمے رہے، ان کا خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا اور اب ان کے بھوکے فوجی واپس جانا چاہتے تھے۔ آخر کار جب انگریز فوج نے واپسی کا ارادہ کیا تو کچھ کمانڈروں نے ٹیپو کو یہ مشورہ دیا کہ اس حالت میں انگریزوں پر اچانک دھاوا بول دیا جائے مگر مردِ مجاہد نے اسے دھوکہ دہی سمجھتے ہوئے منع کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد انگریز فوج، نظام حیدر آباد اور مراٹھوں کی مشترکہ فوج نے ایک طاقتور حملہ کیا۔ معرکہ اتنا طویل اور شدید تھا کہ دشمنوں پر واضح ہو گیا کہ ٹیپو کو ایک طویل جنگ اور زبردست جانی و مالی نقصان اٹھائے بغیر مکمل شکست دینا ممکن۔ لیکن ٹیپو کا ایک کمانڈر انگریزوں سے جا ملا، لہٰذا ٹیپو سلطان کو قلعے میں پناہ لینا پڑی۔ یہ سب ایسے وقت میں ہو رہا تھا جب اُمّتِ مسلمہ کی صفوں میں بہت سے مغرب کے ایجنٹ پیدا ہو گئے تھے اور ایسے لوگ سامنے آرہے تھے جو مغربی ثقافت سے بہت متاثر تھے۔ اس کے نتیجے میں مغرب یکے بعد دیگرے مسلمانوں پر اپنے ایجنٹوں کو مسلّط کرنے میں کامیاب رہا۔ یوں مغرب نے مسلم اُمّت پر اپنی حکمرانی جاری رکھی۔ اگر اُمّت اور مغربی استعمار کے درمیان ایک واضح تفریق ہوتی تو امت مغرب کے خلاف کامیاب ہو جاتی۔ اس کمزوری کے باوجود کہ امت ریاستِ خلافت کے کلمہ توحید والے جھنڈے تلے متحد نہیں لیکن مغرب کے خلاف جنگ میں اس کی سب سے بڑی مشکل اور کمزوری ان کے اپنے حکمران اور مغربی ایجنٹوں کا پیدا کردہ سیاسی ماحول ہے۔

اصل لیڈر اور ہیرو گیدڑوں اور بھیڑوں کی موت نہیں مرتے بلکہ میدانِ جنگ میں جامِ شہادت نوش کرتے ہیں۔ وہ اپنے بستروں پر نہیں مرتے اور نہ ہی اُمّتِ مسلمہ کی دولت کو مغربی ممالک میں اُڑاتے ہیں، جیسا کہ آج کے کتنے ہی مسلم دنیا کی افواج کے جرنیلوں کا حال ہے۔ اس کے برعکس اُمّت کے ہیرو ٹیپو سلطان جیسے لوگ ہیں جنھوں نے جب میدانِ جنگ میں انگریز فوج کو اپنی طرف پیش قدمی کرتے دیکھا تو اُن کی جانب بڑھے اور پوری قوت سے اُن پر حملہ کیا اور چہرے پر گولی لگنے اور اسلام کی راہ میں شہید ہونے سے پہلے اُن میں سے تین چار کو جہنم واصل کیا۔

وہ جو اس اُمّت کے بارے میں سوچتے ہیں، اُن کی یہ سوچ اُن کے جانے کے بعد بھی نہیں مرتی اور آنے والے لوگوں کے لئے ایک مشعلِ راہ ہوتی ہے جس پر عمل کرتے ہوئے اُمّت کو محفوظ اور دشمنوں سے بچایا جا سکتا ہے۔"شیرِ میسور" کی شہادت برِصغیر میں اسلام کے باکمال دور کا اختتام تھا۔ ٹیپو نے یہاں اسلام کو بچانے کے لئے اُمّت کو لازمی وحدت اختیار کرنے اور اللہ کے دین کے لئے اور اسلام کے جھنڈے کو پوری دنیا پر غالب کرنے کا پیغام دیا۔ اُنہوں نے محمّد بیک حمدانی کو ایک خط لکھا جس میں وہ کہتے ہیں: "مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ وہ اس وقت کفار اور مشرکین کے خلاف متّحد ہو جائیں۔ وہ اپنے جان و مال کو اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے قربان کر دیں۔ سلطنتِ دہلی ختم ہو چکی۔ اگر مسلمان اللہ کی راہ میں متحد ہو کر لڑتے تو انہیں روزِ قیامت اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے سامنے کوئی پشیمانی و شرمندگی نہ ہوتی"۔

ٹیپو سلطان جانتے تھے کہ دشمن کے غلبے کا مقابلہ صرف طاقت یعنی جہاد سے کیا جا سکتا ہے نہ کہ بزدلانہ امن معاہدوں سے جو کہ آج کے حکمران کرتے ہیں۔ ہمارے حکمران یہودیوں کے ساتھ ہاتھ ملاتے ہیں، ہندو ریاست کے ساتھ تعلقات بڑھاتے ہیں اور کفار کے سردار امریکہ کے ساتھ افغان مجاہدین کے مذاکرات میں تعاون کرتے ہیں۔ یہ غدّار حکمران ٹیپو سلطان جیسے عظیم شخصیت کے پیروں کی خاک بھی

> وہ جو اس اُمّت کے بارے میں سوچتے ہیں، اُن کی یہ سوچ اُن کے جانے کے بعد بھی نہیں مرتی اور آنے والے لوگوں کے لئے ایک مشعلِ راہ ہوتی ہے جس پر عمل کرتے ہوئے اُمّت کو محفوظ اور دشمنوں سے بچایا جا سکتا ہے۔"شیرِ میسور" کی شہادت برِصغیر میں اسلام کے باکمال دور کا اختتام تھا۔ ٹیپو نے یہاں اسلام کو بچانے کے لئے اُمّت کو لازمی وحدت اختیار کرنے اور اللہ کے دین کے لئے اور اسلام کے جھنڈے کو پوری دنیا پر غالب کرنے کا پیغام دیا۔

نہیں پا سکتے، ویسا کا لقب ملنا تو بہت دور کی بات ہے۔ ہمیں اپنی شاندار تاریخ سے سبق سیکھنا چاہیے۔ ٹیپو سلطان کی شخصیت ہمارے لیے خاص طور پر فوجی قیادت کے لئے ایک واضح مثال ہے۔ ہمیں ان میں سے نہیں ہونا چاہیے جو صلیبی حکمرانوں اور اُن کی تعلیمات کو نمونہ سمجھتے ہیں اور ان سے ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ فوجی قیادت کو چاہیے کہ وہ اپنے ہیرو، ٹیپو سلطان کی پیروی کریں جن کا مقصد اُمّت کو ایک جھنڈے تلے متّحد کرنا اور اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے کام کرنا تھا، بجائے اس کے کہ امریکہ، ہندوؤں اور یہودیوں کے ساتھ تعلقات بنائے جائیں۔ آج کے غدّار اور مغربی ایجنٹ حکمرانوں کی سربراہی میں نہ تو مسلمان ایک جھنڈے تلے متّحد ہو سکتے ہیں اور نہ ہی اللہ کے راستے میں جہاد کر سکتے ہیں۔ یہ سب کچھ بغیر خلافتِ راشدہ کی واپسی کے ممکن نہیں، جس کی خوشخبری رسول اللہ ﷺ نے چودہ سو سال پہلے دی تھی۔ لہٰذا مسلم دنیا کے مخلص فوجی افسران، خاص طور پر جو پاکستان میں ہیں، کو چاہیے کہ وہ موجودہ سیکولر جمہوری نظام کو اُکھاڑ پھینکیں اور خلافتِ راشدہ کے قیام کے لئے حزب التحریر کو جلد از جلد نُصرۃ فراہم کریں تاکہ وہ ٹیپو سلطان کی تعلیمات اور اُن کے راستے پر عمل کر سکیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، **فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ** "جو بات میں تم سے کہتا ہوں تم اُسے آگے چل کر یاد کرو گے اور میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے"

(سورۃ الغافر، 40:44)۔

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا دفتر کے لیے لکھا گیا

بلال المہاجر، پاکستان

ختم شد

انسانیت کے لئے بہترین تعلیمی نظام کامل نظریہ حیات (آئیڈیالوجی) سے پیدا ہوتا ہے

تحریر: آمنہ عابد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیم انسانی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے۔ نسلوں کے تصورات پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ تعلیم کے پیچھے کارفرما مقصد اس نظریہ حیات (آئیڈیالوجی) کی طرف سے مقرّر ہوتا ہے جس کی نمائندگی ریاست کرتی ہے۔ لہٰذا نظریہ حیات تعلیم کے لئے رہنما ہدایات فراہم کرتا ہے۔ اس طرح موجودہ مختلف نظریائے حیات جیسے کہ سرمایہ داریت، کمیونزم اور اسلام کے بھی مختلف اہداف ہیں جو وہ تعلیم کے ذریعے حاصل کرتے ہیں۔

اسلام تاریخی اور منطقی طور پر ثابت شدہ وہ واحد حقیقی نظریہ ہے جسے انسان نے نہیں بنایا۔ یہ انسانیت کی تاریخ کا پہلا نظریہ حیات ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلا نظریہ حیات ہے جو زندگی کے بارے میں ایک جامع حکم پیش کرتا ہے۔ اسلام وحی اور اسلامی عقیدہ پر مبنی ہے اور تمام انسانی معاملات کو اُن کی فطرت کے عین مطابق منظم کرتا ہے۔ اسلامی نظریہ یہ حکم دیتا ہے کہ ہر شخص اپنی زندگی کا مقصد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے حصول کو رکھے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

"میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں"

(الضریات 51:56)

اس طرح جو ریاست اسلامی نظریہ پر مبنی ہوتی ہے وہ

> اسلامی تعلیمی نظام شخصیت سازی اور معلوماتِ عامہ کے حصّوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ دونوں حصّے سیکھنے والوں میں ایک روشن خیال سوچ اور رویہ پیدا کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ نوجوان زندگی کو سمجھنا سیکھتے ہیں اور جو کچھ سیکھا ہے اُسے حقیقت سے جوڑتے ہیں اور اس طرح آج کل کے موجودہ منفی رویوں کے مسائل سے محفوظ رہتے ہیں۔ ابتدائی اسکول سے ہائی اسکول تک ریاست کے تمام لوگوں کو بغیر فیس کے تعلیمی سہولیات دستیاب ہوتی ہیں۔ ریاست بھر میں یکساں تعلیمی نظام ہوتا ہے، نجی اسکولوں اور خصوصی اسلامی اسکولوں (مدرسے) کے نصاب میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

تعلیم کا مقصد مضبوط اسلامی فہم رکھنے والی نسلیں پیدا کرنا قرار دیتی ہے۔ اس طرح نوجوانوں اور بالغوں کو ایک اسلامی طریقہ کار اور رویے کو اپنانے کے لئے تربیت دی جائے گی۔ لہٰذا اسلام میں سرمایہ دارانہ نظریہ کی طرح تعلیم کا مقصد معاشی نظام کے لئے افرادی قوت پیدا کرنا نہیں ہوتا۔ بلکہ اسلام مضبوط طاقتور اسلامی شخصیات پیدا کرنے پر توجہ مرکوز کرتا ہے جو معاشرے کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور دنیا بھر میں شاندار اسلامی نظریات کو پھیلاتے ہیں۔

اسلامی تعلیمی نظام شخصیت سازی اور معلوماتِ عامہ کے حصّوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ دونوں حصّے سیکھنے والوں میں ایک روشن خیال سوچ اور رویہ پیدا کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ نوجوان زندگی کو سمجھنا سیکھتے ہیں اور جو کچھ سیکھا ہے اُسے حقیقت سے جوڑتے ہیں اور اس طرح آج کل کے موجودہ منفی رویوں کے مسائل سے محفوظ رہتے ہیں۔ مزید برآں، ریاست تعلیم کو کاروبار کے طور پر لے کے نہیں چلتی۔ لہٰذا، اسلامی تعلیمی نظام میں ابتدائی اسکول سے ہائی اسکول تک ریاست کے تمام لوگوں کو بغیر فیس کے تعلیمی سہولیات دستیاب ہوتی ہیں۔ یونیورسٹی میں بھی فیس نہیں ہوتی یا پھر بہت مناسب ہوتی ہے۔ ریاست بھر میں یکساں تعلیمی نظام ہوتا ہے، نجی اسکولوں اور خصوصی اسلامی اسکولوں (مدرسے) کے نصاب میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

مردوں اور عورتوں کے درمیان کوئی اختلاط نہیں ہوتا، چاہے طلباء ہوں یا اساتذہ، اور عمارتیں اور سیکھنے کا مواد بھی بہترین ممکنہ طریقے سے تیار کیا جاتا ہے۔ عربی زبان ریاست کی سرکاری زبان ہے، لہٰذا ہر شخص قرآنِ

کریم کی زبان مؤثر طریقے سے سیکھ سکتا ہے اور شاید مجتہد بھی بن جائے۔ اسلامی ڈھانچے میں رہتے ہوئے تعلیم مرد اور عورت دونوں کو ایک ہی طریقے سے فراہم کی جاتی ہے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ خواتین ایک مضبوط اسلامی شخصیت بن جائیں کیونکہ وہ معاشرے پر بہت زیادہ اثر رکھتی ہیں۔ اسی وجہ سے خواتین کی تعلیم کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ اسلامی تاریخ میں عظیم مسلمان خواتین جو تعلیم سے وابستہ رہی ہیں کی ایک مثال نبی ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے عائشہؓ ہیں جو صحابہؓ کو نبی ﷺ کی احادیث پڑھاتی تھی۔ ایک اور مثال فاطمہ الفحری کی ہے جنہوں نے دنیا کی پہلی یونیورسٹی قائم کی۔ انہوں نے مختلف سطحوں پر ڈگری جاری کرنے کے ساتھ اعلیٰ تعلیم کا ماڈل بھی متعارف کیا۔

اسلامی تعلیمی نظام سائنس، طب، فلکیات، ٹیکنالوجی اور دیگر شعبوں میں نئی تحقیق سے بھی وابستہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ریاست ان افراد کو تربیت دے گی جن کے اذہان اور ہنر مندی شہریوں کو فائدہ پہنچائے گی اور خلافت کو بین الاقوامی سطح پر اعلیٰ مقام پر پہنچنے میں مدد فراہم کرے گے۔ اس نظامِ تعلیم کے ساتھ خلافت صنعتی جدّت، صحت کی دیکھ بھال، فنِ تعمیر اور انسانی وجود کے دیگر عملی مطالبات میں دنیا کی قیادت کرے گی۔ اسلامی نسل میں صلاحیت ہو گی کہ وہ تمام دنیا کو سیکولر حکومتوں کی پیدا کردہ جہالت اور تاریکی سے نکال کر اسلام کی روشن دنیا میں لے آئیں اور زندگی کے حقیقی معنیٰ سمجھائیں۔

تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ان لوگوں میں مکمل تبدیلی لے آتا ہے جو اس سے منسلک ہوتے ہیں۔ جزیرہ نما عرب کے جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ تبدیلیاں کتنی دور از اور باقی رہنے والی تھی۔ اس کے علاوہ، اسلام نے تمام لوگوں، عربی اور عجمی، کو ایک جسم (اُمّت) کی مانند متحد کر دیا۔ انسانیت کی تاریخ میں کسی بھی وقت پر کسی تہذیب یافتہ قوم نے ایسا نہیں کیا۔ انسانیت پر اسلامی معاشرے کے اثرات مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست

اسلامی ڈھانچے میں رہتے ہوئے تعلیم مرد اور عورت دونوں کو ایک ہی طریقے سے فراہم کی جاتی ہے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ خواتین ایک مضبوط اسلامی شخصیت بن جائیں کیونکہ وہ معاشرے پر بہت زیادہ اثر رکھتی ہیں۔ اسی وجہ سے خواتین کی تعلیم کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ اسلامی تاریخ میں عظیم مسلمان خواتین جو تعلیم سے وابستہ رہی ہیں کی ایک مثال نبی ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے عائشہؓ ہیں جو صحابہؓ کو نبی ﷺ کی احادیث پڑھاتی تھی۔

کے قیام سے شروع ہوئے۔ پہلے صرف افراد ہی اسلام سے متاثر ہو سکتے تھے۔ ریاستِ خلافت کی صورت میں اسلام کے مکمل نفاذ سے ہی اسلامی معاشرے کا انسانیت پر ایک متاثر کن اثر ہوا۔ قرونِ وسطیٰ میں اسلامی معاشرہ دیگر معاشروں سے، جو مکمل اندھیرے میں ڈوبے ہوئے تھے، الگ کھڑا نظر آتا تھا۔ اسلامی ثقافت اور مسلمانوں کی تعلیم نے قرونِ وسطیٰ اور اُس سے پہلے کے تمام معاشروں کی حیثیت کم کر دی۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ خلافت کا دوبارہ قیام ہو تا کہ مسلمان اور پوری انسانیت ایک شاندار ترقی حاصل کر سکے۔

بد قسمتی سے مسلمان نوجوانوں کو سیکولر ممالک کے نوجوانوں کی طرح تاریک مستقبل کا اندیشہ ہے۔ موجودہ اسکول کا نظام سیکولر اور جمہوری اقدار پر مبنی ہے۔ اسلامی اسکول اسلام کو محض ایک رسم و روایت کی مانند سکھاتے ہیں۔ یہ سب مسلمان نوجوانوں کو تباہ کرتا ہے اور انہیں حقیقی اسلامی تعلیمی نظام سے واقف نہیں ہونے دیتا۔ والدین اپنے بچوں کو اسلامی نصاب سکھانے اور انہیں اسلامی تعلیم کے حقیقی معنیٰ سمجھانے کے لئے کوشش کر سکتے ہیں لیکن اس سے مضبوط اسلامی شخصیات کی نسل حاصل نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس سے اسلام اور معاشرہ ترقی کر سکتا ہے۔

اس وجہ سے دنیا کو ایک مضبوط تعلیمی نظام کی ضرورت ہے جو شروع سے ذہنی طور پر نوجوانوں کو تیار کرتا ہے، انہیں زندگی کے حقیقی مقصد کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے اور انہیں مایوسی والی زندگی گزارنے نہیں دیتا۔ دنیا کو ایک ایسی تعلیم کی ضرورت ہے جو مضبوط اسلامی شخصیات پیدا کرے جو اسلامی پرچم پوری دنیا میں لے جا سکیں۔ اس طرح کا تعلیمی نظام صرف اس وقت سامنے آ سکتا ہے جب ایک ریاست اسلامی نظریات کو اپنائے اور اسلامی عقیدہ کی بنیاد پر تعلیمی نظام کی بنیاد، اہداف اور ڈھانچہ قائم کرے: جو زندگی کا صحیح نظریہ ہے۔

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کے لئے آمنہ عابد کی جانب سے لکھا گیا۔

ختم شد

اسلام میں سزاؤں سے متعلق احکامات

(Penal Code in Islam)

تحریر: محمد صادق امین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل ہی ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایااور مسلم امت نے خلافت کے دور میں دین اسلام کو پوری انسانیت تک لے جانے کا فریضہ انجام دیا۔اسلام صرف ایک مذہب نہیں بلکہ ایک مکمل نظام اور ضابطہ حیات ہے جس سے زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی ملتی ہے چاہے وہ اخلاقیات اور عبادات ہوں یا سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی نظام ہو، خارجہ امور ہوں یا تعلیم، اسلام میں سب ہی پہلوؤں کے متعلق احکامات اور ہدایات موجود ہیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:۔«وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۖ فَٱحْكُم بَيْنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ ٱلْحَقِّ ۚ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا»ۚ "اے محمدؐ! ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی ہے اور الکتاب میں سے جو کچھ اسکے آگے موجود ہے اُسکی تصدیق کرنے والی اور اس پر حاوی ہے لہٰذا تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے اُس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کر دی ہے" (سورۃ المائدۃ 48)۔ پس شریعتِ محمدی جو قرآن و سنت کی شکل میں ہمارے پاس موجود و محفوظ ہے ،میں عدلیہ، جرائم ، گواہیوں، سزاؤں کے متعلق تفصیلی احکامات موجود ہیں جنہیں ریاست نافذ کرتی ہے۔ ریاستِ خلافت 1300 سال تک ان قوانین کے نفاذ کے ذریعے اپنے شہریوں کو عدل وانصاف فراہم کرتی رہی۔اس خطہ برصغیر میں بھی یہی شرعی قوانین نافذ تھے یہاں تک کہ انگریزوں نے آکر انہیں منسوخ کر دیا،اور لوگوں کے درمیان تنازعات کے فیصلے کفریہ قوانین کے ذریعے ہونے لگے۔ برطانوی استعمار سے نجات حاصل کر لینے کے بعد چاہئے تو یہ تھا کہ عقوبات سے متعلق اسلامی قوانین کو نافذ کیا جاتا، مگر پاکستان کی سیاسی اشرافیہ جو ذہنی طور پر برطانیہ کی غلام تھی، نے انگریزی قانون کو ہی کچھ ردوبدل کے ساتھ جاری رکھا اور اس بات کو نظر انداز کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے:((ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون))"اور جو کوئی بھی اللہ کے نازل کردہ احکامات کے ذریعے فیصلے نہ کرے "۔ آج پاکستان میں بڑھتی ہوئی جرائم کی شرح کی نمایاں وجہ اسلام کے عدالتی اور سزاؤں کے نظام کا عدم نفاذ ہے۔

پاکستان کے مسلمانوں میں اسلام کے عدم نفاذ کی احساس کو کم کرنے کے لیے حدود سے متعلق احکامات کو جزوی طور پر اور غیر احسن انداز میں نافذ کیا گیا جبکہ عدالتی ڈھانچہ، گواہیوں کا نظام اور جرائم کے تعین سے متعلق احکامات کفریہ تصورات پر ہی استوار رہے، چنانچہ "اسلامائزیشن" کا یہ تجربہ پاکستان کے مسلمانوں کی زندگیوں پر کوئی اثرات مرتب نہ کر سکا۔

آج کفریہ قوانین تلے دہائیاں گزارنے کی وجہ سے اسلام کی سزاؤں اور عدالتی نظام کا فہم مبہم ہو چکا ہے اس پر مستزاد یہ کہ استعمار کی ثقافتی یلغار نے بعض مسلمانوں کے اذہان میں اسلامی قوانین کے موزوں ہونے کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کر دیے ہیں۔ اس مضمون کا مقصد اسلام کے نظامِ عقوبات کی ایک جھلک پیش کرنا ہے۔اللہ کرے مسلمان جلد ریاستِ خلافت کے دوبارہ قیام کے ذریعے محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کو جامع انداز میں نافذ کریں اور مسلم معاشرہ دوبارہ ایسا بن جائے کہ جہاں جرائم کی شرح اس قدر کم ہو کہ مسلمانوں کے کان جرم کی خبروں سے غیر مانوس ہو جائیں۔

شرعی سزاؤں کی اقسام

شرعی عقوبات یعنی سزاؤں کی چار اقسام ہیں۔

1۔ حدود (punishment for exceeding limits)

2۔ جنایات (punishment for crimes)

3۔ تعزیر (discretionary punishment / warning)

4۔ مخالفات (punishment for violations)

جرم کی تعریف

اس سے پہلے کہ شرعی سزاؤں کی مخصوص اقسام کی تفصیل میں جائیں پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ شرع نے جرم کی تعریف کیا رکھی ہے۔ شریعت نے انسانوں کے عمل سے متعلق احکامات کو پانچ اقسام میں رکھا ہے، فرض، مندوب، مباح، مکروہ اور حرام۔ چناچہ فرض وہ عمل ہے جس کو کرنا لازم اور ترک کرنا گناہ ہے، مندوب وہ عمل ہے جس کو کرنے کا ثواب ہے مگر چھوڑنے پر کوئی گناہ نہیں ہے، مباح وہ عمل ہے جس کا نہ ثواب اور نہ کوئی گناہ ہے، مکروہ وہ عمل ہے جس کا گناہ تو نہیں، البتہ ترک کرنے کا اجر ہے، اور حرام ہر وہ عمل ہے کہ جس سے بچنا واجب ہے اور اسے کرنا گناہ کا باعث ہے۔

اسلام میں سزائیں فرض کو ترک کرنے، کوئی حرام عمل کرنے یا ریاست کے نظم (administration) کی خلاف ورزی کی صورت میں عائد ہوتی ہیں۔ لہٰذا جرم دراصل وہ برا عمل ہے جس کو شرع نے نا قابل قبول قرار دیا یعنی یا تو اس عمل کو حرام ٹھہرایا یا اس کی کوئی سزا رکھی۔ لیکن وہ اعمال جن کو شرع نے برا نہیں ٹھہرایا تو وہ جرم کی تعریف میں شامل نہیں۔ اسی طرح مکروہ اور مباح اعمال کی عمومی طور پر کوئی سزا نہیں۔ لیکن شرع نے لوگوں کے امور سے متعلق کچھ مباح معاملات میں خلیفہ کو اختیار دیا ہے کہ جن کی خلاف ورزی پر خلیفہ سزا مقرر کر سکتا ہے جو کہ مخالفاتکے ضمرے میں آتے ہیں، مثلاً: ٹریفک کے قوانین، عمارتوں کی تعمیر سے متعلق قوانین جو مباحات میں شامل ہیں۔اسی طرح کسی مندوب عمل کو ترک کرنے یا مکروہ عمل کرنے پر سزا نہیں کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صرف قطعی طور پر لازم احکامات کی نافرمانی پر سزا رکھی ہے نہ کہ مباح یا مکروہ عمل کرنے پر۔

لہٰذا وہ تمام اعمال جو قطعی دلیل سے جرم کہلاتے ہیں اور ان اعمال کی خلاف ورزی جو اجتہاد کے نتیجے میں خلیفہ اسلامی ریاست پر نفاذ کے لئے تبنی (adopt) کرتا ہے جرم کی تعریف میں شامل ہیں۔

شرعی سزائیں ہی کیوں

جرم کرنا انسان کی ذات میں فطری طور پر موجود نہیں، نہ ہی قانون کی خلاف ورزی اس کی عادت ہے اور نہ ہی یہ بیماری ہے جس کی وجہ سے انسان جرم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے اندر جبلتیں اور جسمانی حاجات رکھی ہیں جن کو سیراب کرنے کے لئے انسان کوشش کرتا ہے۔ اگر ان کو بغیر کسی نظام کے چھوڑ دیا جائے تو یہ صحیح طریقے سے پوری نہیں ہوں گی اور انسان کی بدبختی پر منتج ہوں گی۔ لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شریعت میں انسانوں کے اعمال سے متعلق تفصیلی ہدایات دی ہیں جنہیں ہم احکامِ شریعت کہتے ہیں۔ شرع نے ہی حلال و حرام کا بتایا ہے اور اوامر و نواہی طے کر دیے ہیں اور انسان سے تقاضا کیا ہے کہ وہ اوامر کو سرانجام دے اور نواہی سے اجتناب کرے۔ پس جو اوامر کو پورا نہیں کرتا اور نواہی سے اجتناب نہیں کرتا تو شریعت کے نقطہ نظر سے اس نے قبیح عمل کیا جس پر سزا ملے گی۔

سزاؤں کی غیر موجودگی میں معاشرہ برائیوں سے دور نہیں رہ سکتا جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:۔ **«وَلَكُمْ فِى ٱلْقِصَاصِ حَيَوٰةٌ»** "تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے"۔ اللہ نے قصاص (یعنی قاتل کو مقتول کے بدلے میں قتل کرنے) کو معاشرے کے لئے زندگی قرار دیا کیونکہ اگر قاتل کو یہ پتہ ہوتا کہ اگر اس نے کسی کو قتل کیا تو اسے بدلے میں اپنی جان سے

ہاتھ دھونا پڑے گا تو امکان تھا کہ وہ یہ قبیح فعل سرانجام دینے سے باز رہتا اور یوں جانیں محفوظ رہتیں۔

جب دنیا میں مسلمان کو کسی جرم کی وجہ شرعی سزا دی جاتی ہے تو وہ اس جرم کی توبہ کرنے سے آخرت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:۔ **ومن أصاب من ذلك شيئاً فعوقب به فهو كفارة له، ومن أصاب من ذلك شيئاً فستره الله عليه إن شاء غفر له، وإن شاء عذبه** "جو کوئی ان میں سے کوئی فعل کر بیٹھے گا پھر اسکو دنیا میں اسکی سزا ملے تو وہی اس کے کیے کا کفارہ ہے اور دنیا میں جس کے ایسے فعل کو اللہ تعالیٰ چھپالے تو (آخرت میں) اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے چاہے اس کو معاف کردے چاہے عذاب دے" (صحیح مسلم 4461) اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔ **قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لاَ تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ** "(اے نبیؐ) کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کردیتا ہے، وہ تو غفور ورحیم ہے" (سورۃ الزمر 53)۔

یہی وجہ ہے ہم اسلامی تاریخ میں پڑھتے ہیں کہ مدینہ کی اسلامی ریاست میں زنا کے مرتکب لوگ خود ہی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کرلیتے اور جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ان پر حد نافذ کرتے۔ چنانچہ آخرت کے دردناک عذاب کے خوف سے وہ توبہ کرکے خود اعتراف کرتے تاکہ دنیا کی سزا کے بدلے آخرت کے عذاب سے بچ جائیں۔

یوں شرعی سزاؤں کے دو نتائج ہیں: اول تو شرعی سزائیں "(حرام سے) روکنے" (deterrence) کا باعث ہیں جس سے لوگوں کے تحفظ کو یقینی بنایا جاتا ہے اور انہیں شر سے دور رکھا جاتا ہے۔ شرعی سزاؤں کا عبرت ناک ہونا معاشرے کے لئے ایک حفاظتی تدبیر ہے تاکہ سخت سزاؤں کے ہوتے ہوئے کوئی جرم کرنے کا سوچ بھی نہ سکے۔ دوسرا یہ کہ شرعی سزاؤں کے نفاذ سے گناہگار آخرت کے عذاب سے بچتا ہے۔

شرعی سزاؤں کو نافذ کرنے کا اختیار کسے حاصل ہے:

شرعی سزاؤں کو نافذ کرنے کی ذمہ داری امام یا خلیفہ کی ہے جو ریاست کے ذریعے انہیں نافذ کرتا ہے، کسی بھی فرد یا گروہ یا تنظیم کو یہ حق حاصل نہیں اور نہ ہی اس کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ لوگوں پر سزاؤں کا نفاذ کرے۔ خلیفہ کو یہ اختیار بیعت کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے۔ امت خلیفہ کو بیعت اس شرط پر دیتی ہے کہ وہ ان پر شرعی احکامات کا نفاذ کرے گا۔ جبکہ کسی فرد یا جماعت یا تنظیم کو لوگوں کی طرف سے بطور حکمران بیعت نہیں دی گئی اور نہ ہی وہ مسلمانوں کے اولی امر کہلا سکتی ہے۔ خلیفہ ہی مسلمانوں کے امور کی دیکھ بھال کرتا ہے، وہی احکامِ شرعیہ کو قوانین کے طور پر اختیار کرتا ہے اور انہیں نافذ کرتا ہے اور اسے ہی ان احکامات کی خلاف ورزی پر سزا دینے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: الإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ "امام (خلیفہ) نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا"۔

شرعی سزاؤں کی اقسام اور ان کا مختصر بیان

شرع نے سزاؤں کو عموماً چار اقسام کے طور پر پیش کیا ہے۔ ان کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ حدود:

شرع نے حدود خصوصاً ان سزاؤں کو کہا ہے جو ایسے گناہ والے اعمال کے نتیجے میں عائد ہوتی ہیں جن کی سزا لینا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق ہے نہ کہ بندوں یا ریاست کا۔ یہی وجہ ہے کہ شرع نے حدود کی تمام سزاؤں کو واضح

طور پر (explicitly) بتا دیا اور کسی شخص یا اسلامی ریاست کو یہ اختیار نہیں دیا کہ اس سزا کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے معاف کردے۔ مثال کے طور پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے :- **«الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلاَ تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ»** " بدکار عورت اور بدکار مرد سو دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو اور تمہیں اللہ کے معاملہ میں ان پر ذرا رحم نہ آنا چاہیئے"۔ اور فرمایا:-**«وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓا أَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَٰلًا مِّنَ ٱللَّهِۗ»** "اور چور، خواہ عورت ہو یا مرد، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ اُن کے کیے کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا" (سورۃ المائدۃ 38)۔ لہٰذا حدود کی سزائیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں جن کو اسلامی ریاست نافذ کرتی ہے۔

اسی حوالے سے ایک مشہور روایت ہمارے سامنے ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:-**«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ فَعَلَتْ ذَلِكَ، لَقَطَعْتُ يَدَهَا»** "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہ نے بھی چوری کی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا" (صحیح بخاری 6787)۔ مختلف صحیح احادیث سے واضح ہے کہ یہ کسی کے اختیار میں نہیں کہ مقررہ حدود کی خلاف ورزی کو معاف کردے کیونکہ ان کی سزا لینا اللہ کا حق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی حد کی معافی کا ذکر نہیں فرمایا ماسوائے اخلاص کے ساتھ توبہ کرنے سے، کہ جس کے نتیجے میں مسلمان آخرت کے عذاب سے بچ جاتا ہے لیکن دنیاوی سزا (حد) اس پر لازم ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:- **«قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لاَ تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ»** "(اے نبیؐ) کہہ دو کہ اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفور ورحیم ہے۔"

چنانچہ چوری، زنا، ہم جنس پرستی، شراب نوشی، ارتداد، قذف، شاہراہوں پر ڈاکہ زنی، اسلامی ریاست کے خلاف بغاوت کی سزائیں حدود میں شمار ہیں جنہیں اسلامی ریاست نافذ کرتی ہے اور ان سزاؤں میں کسی معافی کی گنجائش نہیں۔

2۔ جنایات:

جہاں تک جنایات کا تعلق ہے تو شرع نے کچھ سزاؤں کو اس قسم میں اکٹھا کیا ہے۔ یہ سزائیں ان جرائم (حرام اعمال) کے نتیجے میں عائد ہوتی ہیں جن کا بدلا لینا انسان کا حق (right of indemnification or right of retaliation) ہے۔ لہٰذا انسان جو اس جرم کے نتیجے میں متاثر ہو، وہ چاہے تو سزا کے ذریعے بدلہ لے لے یا مقررہ شرعی طریقے سے معاف کردے۔ کسی کو ناحق قتل کرنا یا کسی بھی طرح کا جسمانی نقصان پہنچانا ان جرائم میں شامل ہے اور ان کا بدلہ لینا واجب ہے۔

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:-**«كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلْقِصَاصُ فِي ٱلْقَتْلَىۖ ٱلْحُرُّ بِٱلْحُرِّ وَٱلْعَبْدُ بِٱلْعَبْدِ وَٱلْأُنثَىٰ بِٱلْأُنثَىٰۚ»** "تمہارے لیے قتل کے مقدموں میں قصاص کا حکم لکھ دیا گیا ہے آزاد آدمی نے قتل کیا ہو تو اس آزاد ہی سے بدلہ لیا جائے، غلام قاتل ہو تو وہ غلام ہی قتل کیا جائے، اور عورت اِس جرم کی مرتکب ہو تو اس عورت ہی سے قصاص لیا جائیگا" (سورۃ البقرۃ 178)۔ البتہ مقتول کے لواحقین اگر قاتل کو معاف کرنا چاہیں تو دیت (خون بہا) دیکر معاف کر سکتے ہیں جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:-**«فَمَنْ عُفِيَ لَهُۥ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَٱتِّبَاعٌۢ بِٱلْمَعْرُوفِ وَأَدَآءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَٰنٍۗ»** "اگر کسی قاتل کے ساتھ اس کا بھائی کچھ نرمی کرنے کے لیے تیار ہو، تو قاتل کو معروف طریقے کے مطابق خون بہا دینا چاہیے (سورۃ البقرۃ 178)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " **مَنْ قَتَلَ متعمداً دُفِعَ إلى أولياء المقتول، فإن شاءوا قتلوه، وإن شاءوا أخذوا الدية** "جسے قصداً قتل کر دیا جائے تو اس کے والی وارثوں کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار

ہے، یا تو وہ قاتل کو قصاص میں قتل کر دیں، یادیت لے لیں۔"(ترمذی)۔

جنایات کی مثالوں میں قصاص،خون بہااور جسم کے کسی حصے کو نقصان پہنچنے پر دیت کی سزائیں شامل ہیں۔

3۔تعزیر:

شرع نے تعزیر ان سزاؤں کو ٹھہرایا ہے جن کی قرآن وسنت میں کوئی مخصوص سزامقرر نہیں۔ جن جرائم کے کرنے سے ایک شخص حدود یا جنایات کا مرتکب ہوتا ہے وہ اسی جرم کے مطابق مخصوص سزا پاتا ہے اور اس پر تعزیر کا حکم نہیں لگتا۔ لیکن اگر جرم کی کوئی مخصوص سزاقرآن وسنت نے واضح نہ کی ہو،اس صورت میں مجرم پر تعزیر کا حکم لگے گا۔ تعزیراس جرم کی سزاہے جس کے لئے نہ تو مخصوص حد ہو اور نہ ہی کفارہ۔ مثال کے طور پر کسی شخص کو جسمانی نقصان پہنچانے کی مخصوص سزاشرع نے بتائی ہے،اسی لئے اس جرم پر مزید کسی سزایعنی تعزیر کا حکم نہیں لگے گا۔مزید یہ کہ تعزیر کا حکم قاضی جرم کی نوعیت کے مطابق اجتہاد کی بنیادپر لگاتاہے۔لیکن خلیفہ یا قاضی اپنی مرضی کی کوئی بھی سزا تعزیر کے طور پر عائد نہیں کرسکتا کیونکہ شرع نے کچھ سزاؤں کو خصوصاً ممنوع قرار دیاہے جیساکہ آگ سے جلاناوغیرہ۔البتہ مقررہ حدود اور جنایات کی سزاؤں کا کچھ حصہ تعزیر کے طور پر مقرر کرسکتاہے۔

تعزیر باقی سزاؤں (حدوداور جنایات) سے اس طرح بھی مختلف ہے کہ اس میں ریاست کی طرف سے معافی کی گنجائش ہوتی ہے جو کہ حدود اور جنایات میں نہیں ہوتی۔کیونکہ حدوداور جنایات اللہ سبحانہ وتعالی اوربندوں کے حقوق کی براہِ راست خلاف ورزی کی وجہ سے عائدہوتی ہیں اورریاست کہ پاس یہ حق نہیں ہوتا کہ وہ خالق یابندوں کے طرف سے معاف کردے لہٰذاان جرائم کے نتیجے میں سزائیں لازم ہوتی ہیں۔البتہ تعزیرالگ معاملات کے لئے عائدہوتی ہے توریاست اس کی سزاکوکم کرسکتی ہے یامجرم کو معاف بھی کرسکتی ہے، جیسے حکمران پر جھوٹاالزام عائد کرنا۔

دراصل تعزیر کی سزائیں جرم کی نوعیت کے مطابق قیاس کی جاتی ہیں چنانچہ اس کے لئے شارع کااشارہ(قرینہ)ہی بتاتاہے کہ جرم (یعنی ناپسندیدہ یا حرام عمل) کی شدت(intensity) کتنی ہے کہ جس کے مطابق سزادی جائے۔مزید یہ کہ ان سزاؤں کی تبنی اور نفاذ کے لئے حقیقت کی مکمل آگاہی کی ضرورت ہوتی ہےاور شرعی علت "(حرام سے) روکنے" (prevention) کی بناپر ان سزاؤں (تعزیر) کی تبنی کی جاتی ہے۔چند تعزیری سزائیں مثال کے طور پر درج ذیل ہیں:

1۔اگر کوئی شخص زنا بالجبر (rape) کی کوشش کرتا ہے لیکن کسی رکاوٹ کی وجہ سے وہ اس عمل کو سرانجام نہیں دے پاتا کہ اس پر حد نافذ ہو،اس صورت میں مجرم کو تعزیر کی شکل میں تین سال قید، کچھ حصہ کوڑے کی سزااور جلاوطن کیا جائے گا۔ یہ اس وجہ سے کہ جو عمل وہ اس رکاوٹ کے نہ ہونے کی وجہ سے کرتا وہ صریحاًحرام عمل ہےاور جس جرم کی شرع میں خاص سزا بھی مقرر ہے۔ لیکن چونکہ وہ حرام عمل مکمل نہیں ہوا لہٰذا سزا(حد) بھی پوری نہیں لگے گی۔

2۔ فحش لٹریچر،آڈیو،ویڈیو یااس طرح کی سروسز بیچنے پر چھ مہینے قید کی سزا۔

3۔ اگر کوئی شخص نشہ (چرس، ہیروئن وغیرہ علاوہ شراب) لیتا ہے تو اس پر کوڑے،پانچ سال قید،اور جرمانے کی سزا۔

4۔اگر کوئی شخص، باوجود اس بات کا علم ہونے کے،ایسی زمین،اشیاء وغیرہ خریدتا ہے جو چوری کی گئی ہوں تواس کو تین مہینے سے دو سال تک کی قید کی سزااور یہ کہ وہ متاثرہ شخص کا ازالہ (compensate) بھی کرے۔

5۔جو شخص اسلامی ریاست کو توڑنے کے لئے یا کسی اور مقصد سے وطنیت (عصبیة) کی دعوت دیتاہے یااس کو پھیلاتاہے تواس کو جرم کی نوعیت

(intensity) کے مطابق پانچ سال سے پچاس سال تک قید کی سزا۔

4۔ مخالفات:

مخالفات شرع نے ان سزاؤں کو کہا ہے جو امام یا خلیفہ کی نافرمانی کی وجہ سے عائد ہوتی ہیں۔ شرع نے مباح معاملات مثلاً ٹریفک کنٹرول جیسے ریاستی انتظامات وغیرہ میں خلیفہ کو مشاورت اور قابلیت کی بنیاد پر فیصلہ کرنے اور قانون سازی کا اختیار دیا ہے۔ لہٰذا ان انتظامی قوانین کی خلاف ورزی خلیفہ کی نافرمانی ہی ہوگی۔ اسی طرح خلیفہ کے معاونین اور والی کی نافرمانی بھی خلیفہ کی اطاعت کی خلاف ورزی ہوگی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خلیفہ (سلطان) کی اطاعت کو فرض کہا ہے، فرمایا:«**يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ**» "اے ایمان والوں، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور اُن لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں" (سورۃ النساء 59)۔ یعنی اطاعت کروان کی جنہیں امت نے منتخب کر کے صاحبِ امر بنایا ہے۔

اسی طرح خلیفہ کے مقرر کیے ہوئے امیر کی اطاعت بھی فرض ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔((من أطاعني فقد أطاع الله، ومن عصاني فقد عصى الله، ومن يطع الأمير فقد أطاعني، ومن يعص الأمير فقد عصاني)) "جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی، جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی" (بخاری)۔ البتہ اطاعت صرف معروف میں جائز ہے یعنی کہ اگر خلیفہ یا امام کسی گناہ کا حکم دے تو اس صورت میں کوئی اطاعت نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔«إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ»"اطاعت صرف خیر کے کاموں میں ہے" (صحیح بخاری 7145)۔

اس سے واضح ہوا کہ امیر کی نافرمانی گناہ ہے، لیکن چونکہ شرع نے اس جرم کی سزا مقرر نہیں کی لہٰذا اسلامی ریاست کا قاضی ایسے کسی جرم کی سزا عائد کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے فقہاء نے ان سزاؤں کو الگ سے نہیں بلکہ تعزیر میں ہی شامل کیا ہے۔ لیکن زیادہ صحیح رائے یہی ہے کہ مخالفات اور تعزیر الگ قسم کی سزائیں ہیں: تعزیر ان سزاؤں کو کہا گیا جو براہ راست اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی کے نتیجے میں عائد ہوتی ہیں جبکہ مخالفات وہ سزائیں ہیں جو حکمران کی نافرمانی کی وجہ سے عائد ہوتی ہیں۔

یہاں یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ خلیفہ کا کسی حکم کو نافذ کرنا خالص احکام شریعت کی تبنی ہے نہ کہ اپنی طرف سے کوئی حکم لگانا اور جہاں شرع نے خلیفہ کو اختیار دیا ہے وہاں بھی خلیفہ کسی حکم شرعی کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ جہاں تک مباح معاملات جیسے بیت المال کے تحفظ کے لیے اقدامات، شہروں کی تعمیر، اور افواج کی درجہ بندی وغیرہ کا تعلق ہے تو ان کے لئے شرع نے خلیفہ کو حکم لگانے کا اختیار دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کچھ اصحاب کو کھجوروں میں گابھہ لگانے سے متعلق اپنی رائے پیش کی لیکن پھر فرمایا،«**أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ**»"تم اپنے دنیا کے معاملات کو زیادہ جاننے والے ہو" (صحیح مسلم 6128)۔ یعنی ان مباح معاملات میں جہاں دنیاوی ہنر کی ضروری ہوتی ہے انسان خود اپنی عقل سے فیصلہ کر سکتا ہے۔ اسی طرح انتظامات (administration) سے متعلق خلیفہ قوانین کی تبنی کر سکتا ہے اور ان معاملات کے لئے سزائیں بھی مقرر کر سکتا ہے۔

ختم شد

موجودہ معاشی صورتحال

تحریر: خالد صلاح الدین، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تجارت کے توازن کا مسئلہ اور درآمدات کی ادائیگی کے لیے ڈالر کی کمی ہمارے اوپر نافذ سرمایہ دارانہ نظام کا نتیجہ ہے۔ تجارتی توازن، یعنی برآمدات اور درآمدات کا توازن، دراصل پیسوں کے لحاظ سے وہ فرق ہے جو درآمدات و برآمدات کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً جب ہم امریکہ سے درآمد کرتے ہیں تو ڈالر ادا کرتے ہیں۔ وہ ڈالر ادا کرنے کے لیے ہمیں برآمد کرنے کی ضرورت ہے تاکہ لوگ ہمیں ڈالر ادا کریں جس سے ہم درآمدات کی ادائیگی کر سکیں۔ چونکہ دنیا کی کرنسی ڈالر ہے، یعنی وہ کرنسی جس میں دنیا تجارت کرتی ہے، لہٰذا بیشتر ممالک ڈالر کا ذخیرہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا تجارت کا توازن ڈالروں میں کیا جاتا ہے۔

لہٰذا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ ہماری برآمدات ناکافی اور درآمدات بہت زیادہ ہیں۔ 2018-2017 کے پہلے 11 مہینوں میں درآمدات 55.23 ارب ڈالر تھی جبکہ برآمدات صرف 21.35 ارب ڈالر تھی جو درآمدات کا محض 38.7 فیصد بنتا ہے۔

تجارتی توازن کی ادائیگی کے مسئلے سے بچنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ درآمدات نہ کی جائیں اور اگر کی جائیں تو اس ایسی درآمدات نہ کی جائیں جن کے پیسوں کی ادائیگی ناممکن ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ملک کی معاشی پالیسی ایسی ہونی چاہیے کہ اپنے وسائل سے پیداوار کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کی جائیں، خصوصاً بنیادی ضروریات۔ اور یہ ہے ترقی کا مطلب۔ آئیں ہم اس کو عملی طور پر بیان کریں۔ اسد عمر نے اپنے ایک ٹویٹ[1] میں کہا: "بیرونی سرمایہ کاری کے لحاظ سے بہترین دن ہے۔ سوزوکی موٹرز کے عالمی چیئرمین آئے اور پاکستان میں گاڑیوں کی پیداوار کو بڑھانے میں 450 ملین ڈالر سرمایہ کاری میں دلچسپی ظاہر کی۔ اور دنیا کی سب سے بڑی توانائی کی کمپنی ایگزون موبل نے پاکستان چھوڑنے کے 27 سال بعد اپنے دفاتر (پاکستان میں) دوبارہ کھول دیے ہیں"۔

سوزوکی پاکستان میں 450 ملین ڈالر گاڑیوں کی پیداوار میں لگائے گا اور تمام منافع واپس اپنے ملک لے جائے گا۔ پہلا سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ یہ 450 ملین ڈالر باہر سے لائیں گے یا مقامی بینکوں سے قرضہ لیں گے؟ پھر گاڑیوں کے تمام حصے پرزے درآمد ہوں گے تو درآمدات کا خرچہ بڑھے گا۔ پھر یہ بحث ہی نہیں کہ یہ برآمدات میں کتنے ڈالر لائے گا، جس کا مطلب ہے کہ برآمدات توجہ کا مرکز ہی نہیں ہے۔ پھر وہ ٹیکنالوجی، جس کی مدد سے پاکستان اپنے وسائل بروئے کار لا کر خود انجن بنا سکتا ہے اور پرزے بیچ سکتا ہے، اس کی ترسیل پر کوئی بات نہیں کی گئی۔ تو پھر یہ بہترین دن کیسے ہے؟

جہاں تک ایگزون موبل کے دفاتر دوبارہ کھولنے کی بات ہے، ہم سب جانتے ہیں کہ وہ اپنی مہارت استعمال کریں گے، مشینیں درآمد کریں گے اور تیل نکالیں گے جس کی قیمت کا ایک خطیر حصہ ہم ان کے حوالے کر دیں گے۔ کیا امریکہ، برطانیہ، جرمنی یا فرانس اپنی تیل، سٹیل یا زراعت کی صنعتوں کو چین کے ذریعے فروغ دیتے ہیں؟

ہماری درآمدات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

1۔ تیل سے متعلقہ درآمدات 12.93 ارب ڈالر۔ یہ کل درآمدات کا 23 فیصد ہیں۔

2۔ دوسرے نمبر پر مشینوں سے متعلقہ درآمدات ہیں جو کل درآمدات کا 19.3 فیصد ہیں۔ بجلی پیدا کرنے والی مشینیں، دیگر بجلی کے آلات اور مشینیں، مواصلات اور کپڑے کی صنعت کی مشینیں اس میں شامل ہیں۔

3۔ تیسرے نمبر پر زراعت اور دیگر کیمیکل کی درآمدات ہیں جو 14.7 فیصد ہیں۔

4۔ چوتھے نمبر پر خوراک سے متعلق اشیاء جو 5.72 ارب ڈالر کی درآمدات ہیں اور 10.3 فیصد ہیں۔

ا۔ اس میں سے آدھی مقدار کھانے کے تیل اور چائے کی ہے جس کی مقامی پیداوار کم ہے۔

ب۔ باقی آدھا حصہ دودھ اور اس سے متعلقہ اشیاء، خشک میوہ جات، مرچیں اور دالیں وغیرہ ہیں۔ دودھ کی پیداوار میں اولین ممالک میں ہونے کے باوجود ملک میں 18-2017 میں 252 ملین ڈالر کی دودھ اور متعلقہ اشیاء کی درآمدات ہوئیں۔

---

[1] https://twitter.com/Asad_Umar/status/1067443406333517824

ج۔ 483 ملین ڈالر دالوں کی درآمدات پر خرچ ہوتا ہے۔ مسور کی مقامی پیداوار بدستور ایک ہی سطح پر منجمد ہے اور مونگ کی پیداوار در اصل 8.7 فیصد گر چکی ہے۔

5۔ دیگر اشیاء جیسے گاڑیاں اور موٹر سائیکل کی درآمدات پر 1.3 ارب ڈالر کا خرچ آتا ہے جبکہ بسوں اور ٹرکوں پر 581 ملین ڈالر کا خرچ آتا ہے۔

6۔ دیگر تمام اشیاء پر 4.6 ارب ڈالر کا خرچ آتا ہے۔

تیل اور متعلقہ اشیاء:

حکومت کا اخلاص صرف ان پالیسیوں سے ہی ظاہر نہیں ہوتا جو درآمدات کو کم کرنے اور برآمدات کو بڑھانے کے لیے ہیں بلکہ وہ پالیسیاں بھی اس بات کی غمازی کرتی ہیں جو وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لیے اختیار کرے۔ تو تیل کی درآمدات گھٹانے کے لیے ان پالیسیوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

1۔ تیل اور گیس کے نئے کنوؤں کی کھدائی

ا۔ بلوچستان میں تیل اور گیس کے کنوئیں موجود ہیں۔ اس کا درست اندازہ لگانا مکمل اعداد و شمار نہ ہونے کی وجہ سے مشکل ہے۔

ب۔ سندھ میں دریائے سندھ کے پاس تیل کے ثابت شدہ ذخائر ہیں کیونکہ ایلجی (algae) اور جرثوموں کے فاسل اس علاقے میں دریافت ہوئے ہیں۔

لیکن نئے تیل کے ذخائر کو دریافت کرنے کی کوئی جلدی نظر نہیں آتی۔ اگر کوئی نیا کنواں مل بھی گیا تو ہم نے تیل کو ڈھونڈنے، کنوئیں کھودنے اور تیل نکالنے کی ٹیکنالوجی نہیں بنائی۔ ہم اپنے وسائل کو استعمال کرنے کے لیے بیرونی ٹیکنالوجی پر انحصار کرتے ہیں۔

2۔ متبادل توانائی کے ذرائع

2003 میں حکومتِ پاکستان نے Alternate Energy Development Board (AEDB) بنایا تھا تاکہ متبادل توانائی کے ذرائع میں ترقی کی جاسکے۔ اس کے آج تک کے نتائج مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ پاکستان میں 2.9 ملین میگاواٹ شمسی توانائی کی صلاحیت ہے۔ AEDB کے مطابق دو درجن سے زائد شمسی تونائی کے پراجیکٹ تعمیر کے مختلف مراحل میں ہیں۔

AEDB کے مطابق ملک کی کل شمسی توانائی کی صلاحیت 2016 میں 400 میگاواٹ سے بڑھ کر 2018 میں 1556 میگاواٹ ہو جائے گی جبکہ بجلی کا حالیہ استعمال 22000 میگاواٹ ہے۔ ان اعداد و شمار سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس حوالے سے حکومت کو کوئی جلدی نہیں ہے۔

ب۔ ضلع ٹھٹھہ میں موجود ہوادار علاقہ ہی فقط 50000 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ 2006 میں اس وقت کی حکومت نے ملک میں 2030 تک کل توانائی میں ہوا سے پیدا ہونے والی بجلی کی شرح 5 فیصد کرنے کا ہدف رکھا تھا۔ اوقات کے تعین سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حکومت کو کوئی جلدی نہیں ہے۔

ج۔ بائیوڈیزل خوردنی تیل سے تیار کیا جاتا ہے۔ اگر پاکستان اپنی تمام بنجر زمین کو بائیوڈیزل کی پیداوار کے لیے استعمال کرے تو سالانہ 56 ملین ٹن بائیوڈیزل پیدا کر سکتا ہے جبکہ حالیہ ضرورت 8.5 ملین ٹن کی ہے۔ بائیوڈیزل بنانے کا آغاز

2008 میں ہوا جس کے لیے یہ مشورہ دیا گیا کہ 2025 تک معدنی تیل کے ساتھ 10 فیصد بائیوڈیزل استعمال کرنا لازم کر دیا جائے۔ ایک بار پھر طویل اوقات کے تعین سے جلدی نہ ہونے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

چاہے یہ اہداف حاصل ہوئے ہوں یا نہ ہوں (اور زیادہ تر نہیں ہوئے)، یہ اہداف بذاتِ خود تیل پر انحصار کم کرنے میں جلدی نہ ہونے کو ظاہر کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ اگر سی پیک کے توانائی کے تعمیراتی منصوبے 5 سال کے عرصے میں مکمل کر لیے گئے تو پھر ان منصوبوں پر کیوں ایسی ہی توجہ نہیں دی گئی، جو کہیں زیادہ سستی بجلی مہیا کرتے؟ جرمنی میں متبادل توانائی کا استعمال 1990 میں 3.4 فیصد سے بڑھ کر 2017 میں 34 فیصد ہو گیا ہے۔ لہٰذا یہ تبدیلی بالکل ممکن ہے۔

لہٰذا فاسل توانائی (تیل و گیس) سے مکمل چھٹکارا ممکن ہے مگر اس کی صلاحیت پیدا کرنے کی کوئی خواہش نظر نہیں آتی۔

اسی طرح کا تجزیہ باقی درآمدات پر بھی کیا جا سکتا ہے۔ معاملہ یہ نہیں کہ یہ ممکن ہے یا نہیں، معاملہ اخلاص اور ارادے کا ہے۔ تعمیراتی پالیسیوں کی توجہ تو اس پر ہوتی ہے کہ کیسے بیرونی انحصار ختم کر کے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا جائے۔ مگر اسد عمر اور عمران خان کے حکومت کی پالیسیوں میں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی پالیسیاں کہاں ہیں؟

ہمارے معیشت دانوں اور سیاست دانوں پر بیرونی سرمایہ کاری کا بھوت سوار ہے۔ سی پیک معاہدوں نے بیرونی سرمایہ کاری کی عملی شکل واضح کر دی ہے۔ چینی سرمایہ کاری بنیادی تعمیراتی ڈھانچے کی تعمیر پر خرچ ہو گی لیکن تفصیلات[2] کے مطابق سٹیل، سیمنٹ، ٹرک، حتیٰ کہ مزدور بھی چین سے درآمد کیے جائیں گے۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے اعداد و شمار کے مطابق، مواصلاتی کمپنیوں (جو کہ غیر ملکی ہیں) نے اپنے نیٹ ورک کو وسیع بنانے کے لیے مارچ 2016 تک بینکوں سے 55 ارب روپے لیے۔ لہٰذا مواصلاتی صنعت اپنا ڈھانچہ وسیع کرنے کے لیے ہمارے بینکوں سے ہمارا پیسہ قرض لے کر ہم سے منافع کماتے ہیں جو بعد میں ان کے ملک چلا جاتا ہے[3]۔ لہٰذا بیرونی سرمایہ کاری کے اس جذبے کی آڑ میں منافع باہر بھیجا جاتا ہے جس میں حکومت کی رضامندی شامل ہوتی ہے۔

پاکستان کی بڑی معاشی کمزوریوں میں سے ایک کمزوری یہ ہے کہ پاکستان زیادہ تر بنیادی ضرورت کی اشیاء برآمد کرتا ہے جیسے چاول یا کپڑا اور چمڑے کی اشیاء۔ 2017 میں ہماری بہترین برآمدات یہ تھیں:

1۔ متعدد کپڑے کی اشیاء، لباس وغیرہ: 4 ارب ڈالر (کل برآمدات کا 18.1 فیصد)

2۔ کپاس: 3.5 ارب ڈالر (16 فیصد)

3۔ کراوٹ یا سلے سلائے کپڑے، اشیاء: 2.5 ارب ڈالر (11.5 فیصد)

4۔ بیشتر کپڑے کی اشیاء (کراوٹ یا سلے سلائے کے علاوہ): 2.5 ارب ڈالر (11.3 فیصد)

5۔ دالیں اناج: 1.8 ارب ڈالر (8 فیصد)

کئی سال سے کپڑے کی صنعت عالمی تجارت کا 5 فیصد سے بھی کم ہے۔ عالمی کپڑے اور لباس کی برآمدات میں پاکستان کا حصہ 1.83 فیصد ہے۔ انجینئرنگ شعبے کا عالمی تجارت میں حصہ 60 فیصد ہے مگر اس شعبے میں پاکستان کی برآمدات اس کی کل برآمدات کا صرف 1.17 فیصد ہیں۔ لہٰذا یہ کہاں کی عقل ہے کہ ہم پہلے ہی گرتی اور مقابلے والی منڈی میں برآمدات پر توجہ دیں؟ انجینئرنگ کے شعبے کی ترقی کی پالیسیاں کہاں ہیں؟

2017-18 میں بنیادی ضرورت کی اشیاء اور نیم تیار اشیاء کا ملک کی 23.22 ارب ڈالر کی کل برآمدات میں حجم 21.81 ارب ڈالر یا 93.92 فیصد تھا۔ اسی سال میں 46.25 ارب ڈالر کی کل درآمدات میں گاڑیوں، مشینوں اور توانائی کے علاوہ شعبوں کا حجم 15.94 ارب ڈالر یا 34.46 فیصد تھا۔ لہٰذا ہماری 94 فیصد برآمدات صرف 35 فیصد درآمدات کا خرچہ اٹھاتی ہیں۔

بیرونی قرضوں کی ادائیگی ملکی وسائل پر ایک بوجھ ہے جو مالیاتی خسارے کو بڑھاتا ہے۔ جہاں ہماری قرضوں کی ادائیگی ڈالر میں ہوتی ہے وہاں ہمارا بمشکل حاصل شدہ زرِ مبادلہ ہی اس کو ادا کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔ حالت اس وقت خراب ہو جاتی ہے جب قرض لی گئی

رقم کسی شے کو درآمد کرنے پر خرچ کی جاتی ہے۔ عملی طور پر اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آئی ایم ایف قرض دیتا ہے تو یہ ڈالر ان اشیاء کی ادائیگی میں لگ جاتے ہیں جن کی درآمد کی وجہ سے اصل میں خسارہ پیدا ہوا تھا۔ علاوہ ازیں آئی ایم ایف کی ایسی کوئی شرائط نہیں جو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے میں مددگار ہوں۔ لہٰذا جب 21 اکتوبر کو اسد عمر نے کہا کہ یہ آئی ایم ایف سے آخری دفعہ قرض ہوگا، تو ہمیں سوچنا چاہیے کہ کیا وہ جھوٹ بول رہا ہے یا دھوکا دے رہا ہے، کیونکہ اسے تو معاشی معاملات کا فہم ہونا چاہیے۔

اسلام لوگوں کے معاملات منظم کرنے کے لیے احکام دیتا ہے۔ صرف ان حکام کے ذریعے ہی ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔

---

[2] https://www.dawn.com/news/1345741

[3] https://www.brecorder.com/2018/11/20/453674/telecoms-big-on-repatriation-short-on-fdi/

مثال کے طور پر جہاد کا حکم یہ لازمی کرتا ہے کہ ایسے ہتھیار بنائے جائیں جو دشمن کے دل میں رعب ڈال دے۔ اس واجب کا نتیجہ یہ ہے کہ ایسی دفاعی صنعت وجود میں آتی ہے جو اپنے پاؤں پر کھڑی ہو۔ یہی صنعت ضمنی طور پر گاڑیاں، ٹرک وغیرہ بنانے میں مدد دے گی۔ یہی صنعت آگے چل کر جامعات میں تحقیق اور تعمیری کام کے ذریعے جہاد کو مضبوط کرنے میں مدد دے گی۔ تمام فیکٹریاں جو جہاد کے لیے قائم ہوں گی وہ مشینری کی تمام ضروریات بھی پوری کریں گی۔

اسلام کا یہ حکم کہ جو بنجر زمین کو 3 سال تک کاشت نہ کرے اس سے زمین واپس لے کر کسی اور کو دے دی جائے ، کاشتکاری کو فروغ دے گا۔ انسان کو اس کی بنیادی ضروریات جیسے لباس، خوراک اور چھت مہیا کرنے کا حکم ایسی پالیسی کو جنم دے گا جو لوگوں کو کھانا مہیا کرنے والی اجناس کی پیداوار کا باعث بنے گا، نہ کہ زرِمبادلہ کمانے والی اجناس کی پیداوار کا ذریعہ۔ یہ معلوم ہے کہ پاکستان کی زرعی زمین حالیہ پیداوار کے مقابلے میں 3 سے 4 گنا زیادہ پیداوار دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

اسلام میں تیل ، گیس کوئلہ جیسی معدنیات ریاستی یا انفرادی ملکیت نہیں بلکہ عوامی ملکیت ہیں۔ عوامی ملکیت سے متعلق اسلام کے اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ تھر کا کوئلہ تلاش کے بعد کچھ مہینوں میں نکالا جائے گا، نہ کہ دہائیوں میں۔ علاوہ ازیں، عوامی ملکیت کے حکم کا مطلب یہ ہے کہ بلوچستان کی معدنیات اور سونے کو لوگوں کے فائدے کے لیے نکالا جائے گا نہ کہ غیر ملکیوں کے لیے جو اس میں سے حصہ لیں گے۔ غیر ملکیوں کو انفرادی طور پر ملازمت پر رکھا جا سکے گا جو خدمات(services) اور ٹیکنالوجی کی ترسیل کریں گے۔

لہٰذا ملک کی اصل دولت وہ وسائل ہیں جن پر انسان کام کر سکتے ہیں، جن سے وہ اشیاء پیدا ہوتی ہیں جو معاشرے کی ضروریات پوری کرتی ہیں۔ ان اشیاء کی پیداوار کچھ خدمات کا تقاضا کرتی ہے جن کے ذریعے یہ اشیاء تیار کر کے لوگوں تک پہنچائی جاتی ہیں۔ تمام معاشی حرکت اسی کے گرد گھومتی ہے۔ یہی وہ معاشی سوچ ہے جو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا باعث بنے گی۔

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا دفتر کے لیے لکھا گیا

خالد صلاح الدین۔ پاکستان

ختم شد

حکومت کی پالیسیاں مزید معاشی بدحالی کا سبب بنیں گی کیونکہ ان پالیسیوں کی بنیاد ہمارے مفاد نہیں بلکہ آئی ایم ایف کی ترجیحات ہیں

پریس نوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

24 جنوری 2019 کو وزیر خزانہ اسد عمر نے پچھلی تین دہائیوں کی معاشی ناکامیوں پر تنقید کرتے ہوئے یہ واضح کیا کہ حکومت کی معاشی توجہ "اخراجات اور محاصل میں عدم توازن کی وجہ سے ہونے والے بجٹ خسارے، درآمدات میں برآمدات کے مقابلے میں اضافے اور سرمایہ کاری میں اضافے" پر ہو گی۔ اسد عمر نے آئی ایم ایف کے ساتھ چلنے والی بات چیت کی تصدیق کی جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آئی ایم ایف کی ترجیحات نے حکومت کی ترجیحات کا تعین کیا ہے۔ لیکن آئی ایم ایف کی ترجیحات ڈالر میں ہونے والی بین الاقوامی تجارت کا تحفظ کرنا ہے جس سے در حقیقت پاکستان کی مقامی ضروریات نظر انداز اور معاشی بدحالی میں اضافہ ہوتا ہے۔

"بجٹ خسارے" کے حوالے سے آئی ایم ایف کی ترجیح ہے کہ سودی قرضوں کو ڈالر میں واپس کرنے کی حکومتی استعداد میں اضافہ ہو۔ لہٰذا آئی ایم ایف سبسڈی کے خاتمے اور ٹیکسوں میں اضافے کا مطالبہ کرتی ہے۔ لیکن ٹیکسوں میں اضافے اور سبسڈی میں کمی کی وجہ سے معیشت دشواری کا شکار ہونا شروع ہو جاتی ہے کیونکہ اشیاء کی پیداواری لاگت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ جہاں تک "برآمدات (exports)کے مقابلے میں درآمدات (imports)میں اضافے" کا معاملہ ہے، تو آئی ایم ایف کی ترجیح یہ ہوتی ہے کہ مقامی کرنسی کی قدر میں کمی کی جائے کیونکہ وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ اس طرح بیرونی درآمد کنندگان (foreign importers)کے لیے ملکی اشیاء سستی ہو جائیں گی اور یوں حکومت کو زیادہ برآمدات (exports)اور ڈالر حاصل کرنے کا موقع ملے گا۔ لیکن کرنسی کی قدر میں کمی کی وجہ سے پیداواری لاگت میں اضافہ ہو جاتا ہے جس سے برآمدات (exports) پر منفی اثر پڑتا ہے اور مہنگائی کی لہر پورے معاشرت کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ جہاں تک "سرمایہ کاری میں اضافے" کا تعلق ہے تو آئی ایم ایف کی یہ ترجیح ہوتی ہے کہ حکومتی اثاثوں کی نجکاری کی جائے تاکہ ان کی فروخت سے حاصل ہونے والے پیسے کو قرضوں کی ادائیگی پر خرچ کیا جاسکے۔ لیکن نجکاری کی وجہ سے ان اداروں سے حکومت جو محاصل حاصل کر سکتی تھی وہ اُن سے محروم ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں حکومت کا انحصار ٹیکسوں اور سودی قرضوں پر مزید بڑھ جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نجکاری کے عمل کی وجہ سے مقامی اثاثوں کی ملکیت بیرونی سرمایہ کاروں کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے جو مقامی کمپنیوں کو مارکیٹ سے باہر نکال دیتے ہیں کیونکہ ان کے پاس زیادہ وسائل ہونے کی وجہ سے مقامی کمپنیاں ان کا مقابلہ ہی نہیں کر پاتیں۔

اے پاکستان کے مسلمانو! پی ٹی آئی کی حکومت نے آپ سے "تبدیلی" کا وعدہ کیا تھا لیکن یہ بھی وہی کام کر رہے ہیں جو ان سے پہلے کے حکمران کرتے رہے ہیں۔ یہ حکومت پچھلی دہائیوں کی معاشی ناکامیوں کا ماتم کر رہی ہے لیکن ان ناکامیوں کی اصل وجہ کو اپنائے ہوئے ہے یعنی آئی ایم ایف۔ لہٰذا اس حکومت کی پالیسیاں بھی سابقہ استعماری ایجنٹ حکومتوں جیسی ہی ہیں لیکن یہ بیوقوفانہ حکومت یہ توقع رکھتی ہے کہ اس بار نتیجہ مختلف نکلے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ** ""مؤمن ایک ہی سوراخ سے دو بار ڈسا نہیں جاتا"(بخاری، مسلم)۔ حقیقی تبدیلی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ نبوت کے طریقے پر خلافت قائم کر کے اسلام کا معاشی نظام نافذ کیا جائے۔ خلافت سودی قرضوں کے نظام کو مسترد کر دے گی جس نے پاکستان کے وسائل کو کھا لیا ہے۔ خلافت اسلامی محاصل کے نظام کو نافذ کرے گی اور توانائی اور معدنی وسائل کو عوامی ملکیت قرار دے گی تاکہ ان سے حاصل ہونے والے فوائد سے پورا معاشرہ مستفید ہو سکے۔ خلافت سونے اور چاندی کو کرنسی قرار دے گی جس سے قیمتوں میں استحکام آئے گا۔ اور خلافت معیشت کے ان شعبوں میں خود کردار ادا کرے گی جہاں بہت زیادہ سرمایہ کاری درکار ہوتی ہے، جیسا کہ بھاری صنعتیں، ریلوے، ٹیلی کمیونیکیشن، ٹرانسپورٹ وغیرہ، تاکہ ان سے حاصل ہونے والے بھاری محاصل سے وہ اپنی ذمہ داریاں لوگوں پر ٹیکس کا بوجھ ڈالے بغیر ادا کر سکے۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

ختم شد

چین نے ایغور مسلمانوں اور اسلام کے خلاف کھلی جنگ شروع کر رکھی ہے
اور پاکستان کی حکومت نے چین کی اس جنگ میں حمایت کا اعلان کر دیا ہے

پریس نوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاکستان کے حکمرانوں نے پہلے سے ہی ان ریاستوں سے اتحاد کر رکھا ہے جو مسلمانوں پر مظالم ڈھاتی ہیں اور یہ حکمران ان مظالم پر قابل مذمت خاموشی اختیار کرتے ہیں اور ان ریاستوں کے ظلم کے جواب میں ان کو معاشی معاہدوں سے نوازتے ہیں۔ لیکن اب پاکستان کے موجودہ حکمران مزید پستی کا شکار ہوگئے ہیں۔ پاکستان کے حکمران مشرقی ترکستان کے ایغور مسلمانوں کے دین کے خلاف چینی حکومت کی جنگ پر اس کی حمایت کا اعلان کر رہے ہیں۔ 30 دسمبر 2018 کو الجزیرہ نیٹ ورک پر نشر ہونے والے انٹرویو میں پاکستان کے صدر عارف علوی نے چین کے اقتدار تلے رہنے والوں کے ساتھ چینی حکومت کے طرز عمل کی مکمل حمایت کی جب ان سے ایغور مسلمانوں کے خلاف طویل عرصے سے جاری چینی حکومت کے ظالمانہ طرز عمل کے متعلق سوال پوچھا گیا۔ پاکستان کے صدر نے اس وقت چینی طرز عمل کی حمایت کی جبکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ چین نے لاکھوں مسلمانوں کو قید کر رکھا ہے اور وہ انہیں بیڑیوں سے باندھ کر ان کے منہ میں سیمنٹ ڈالتا ہے جب تک کہ ان کا دم نہ گھٹ جائے۔ صدرِ پاکستان نے چین پر اعتماد کا اظہار اس وقت کیا جب وہ باحیا مسلمان خواتین کو بچے پیدا کرنے سے روکتا ہے اور مسلمان مردوں کو خصی کر رہا ہے۔ پاکستان کے صدر نے اس وقت چین کی حکومت کی حمایت کی جب اس نے جاسوسوں کو تعینات کر دیا ہے جو زبردستی ایغور مسلمانوں کے گھروں میں اسلام کے مردوں اور عورتوں کو الگ الگ دائروں میں رہنے کے احکامات کے برعکس ان کے ساتھ رہتے ہیں تا کہ اگر وہ اسلام کے احکامات پر عمل کریں تو اس سے حکومت کو آگاہ کریں اور پھر حکومت ان مسلمانوں کے خلاف حرکت میں آئے۔ پاکستان کے صدر کی جانب سے چین کی حکومت کے ظالمانہ عمل کی حمایت میں دیے جانے والے اس بیان کو کتنے دن گزر چکے ہیں لیکن اب تک نہ تو اس بیان کو واپس لیا گیا ہے اور نہ ہی اس پر افسوس کا اظہار کیا گیا ہے۔

اس قدر شرمناک موقف کی توقع انہی حکمرانوں سے کی جا سکتی ہے جو اللہ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی نہیں کرتے۔ یہ بے شرم حکمران اُن ریاستوں سے تعلقات کو معمول پر لانے کی باتیں کرتے ہیں جو مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑتی ہیں چاہے وہ مشرق میں چین یا روس ہو یا مغرب میں امریکا۔ یہ حکمران ظالموں کے ساتھ کھڑے ہیں جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ** " اللہ ان ہی لوگوں کے ساتھ تم کو دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں اوروں کی مدد کی۔ تو جو لوگ ایسوں سے دوستی کریں گے وہی ظالم ہیں "(الممتحنہ، 60:9)۔ اور یہ حکمران مظلوموں کو ظالم کے ظلم کے حوالے کر دیتے ہیں جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **وَإِنِ ٱسْتَنصَرُوكُمْ فِى ٱلدِّينِ فَعَلَيْكُمُ ٱلنَّصْرُ** " اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملات) میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم ہوگی "(الانفال، 8:72)۔

اے پاکستان کے مسلمانو! بہت برداشت کر لیا ایسے حکمرانوں کا وجود جو ان لوگوں کی سیاسی، معاشی اور فوجی حمایت کرتے ہیں جنہوں نے ہمارے دین کے خلاف جنگ چھیڑ رکھی ہے اور اس کی حرمات کو پامال کرتے ہیں۔ ہمیں ان حکمرانوں سے منہ موڑ لینا چاہیے کیونکہ انہوں نے ہم سے منہ موڑ لیا ہے۔ ہمیں نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کی جدوجہد کرنی چاہیے تاکہ ہمیں ایسا حکمران میسر آسکے جو مسلم علاقوں کو ایک ہی ریاست میں یکجا کر کے ہمیں مضبوط کرے نہ کہ ہمارے بدترین دشمنوں کا اتحادی بن کر ہمیں کمزور کرے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا** "جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا یہ ان کے ہاں عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو عزت تو سب اللہ ہی کی ہے "(النساء، 4:139)۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

ختم شد

پاکستان کی حکومت دعوی خلافت راشدہ سے وفاداری کا کرتی ہے لیکن اس شخص کی تعریف میں زمین و آسمان ملا رہی ہے جس نے خلافت کو تباہ کیا تھا

پریس نوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عمران خان نے مصطفی کمال کو "بیسویں صدی کا ایک عظیم سیاست دان اور صاحب بصیرت رہنما" قرار دیا۔ چند گھنٹوں میں مغربی سوچ رکھنے والے سیکولر حلقوں میں اس کا مذاق اڑایا جانے لگا جبکہ اسلام سے محبت کرنے والے لوگوں میں یہ بیان مزید مایوسی کا سبب بن گیا۔ باجوہ۔عمران حکومت یہ دعوی کرتی ہوئی اقتدار میں آئی تھی کہ خلافت راشدہ ان کے لیے نمونہ ہے اور وہ پاکستان کو ریاست مدینہ بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن اس شخص کی تعریف میں زمین و آسمان ایک کر دینا جس نے 3مارچ 1924 بمطابق 28 رجب 1342 ہجری کو خلافت کا خاتمہ کر دیا تھا، ایک کھلا تضاد ہے۔ یقیناً صرف عمران خان ہی یوٹرن کے اکیلے استاد نہیں ہیں بلکہ پوری حکومت یوٹرن میں ماہر ہے۔ یہ حکومت پھنس گئی ہے جہاں ایک طرف تو یہ امت ہے جو انتہائی استعمار مخالف اور اسلام سے محبت کرنے والی ہے اور دوسری جانب استعماری ٹرمپ ہے جس نے اسلامی طرز زندگی کے خلاف نظریاتی جنگ شروع کر رکھی ہے۔ یہ حکومت آئی ایم ایف کی استعماری پالیسیوں پر تنقید کرتی ہوئی اقتدار میں آئی لیکن اب آئی ایم ایف کی تباہ کن شرائط پر عمل درآمد کر کے لوگوں پر مہنگائی کی بمباری کر رہی ہے۔ باجوہ۔عمران حکومت یہ کہتی ہوئی اقتدار میں آئی کہ جو بھارت کا یار ہے وہ غدار ہے لیکن حکومت قائم ہوتے ہی جارح ہندو ریاست پر مسلسل نوازشیں برسا رہی ہے۔ باجوہ۔عمران حکومت یہ کہتی ہوئی اقتدار میں آئی کہ پچھلے حکمرانوں نے مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں سے بے وفائی کی، لیکن وہ خود بھی مظلوم کشمیری مسلمانوں کے خلاف بھارتی مظالم پر "تحمل" کا مظاہرہ کر رہی ہے جبکہ 2018 میں مودی نے وادی میں اتنے لوگ شہید کیے جتنے کہ 2009 کے بعد کسی سال نہیں کیے گئے۔ یہ دوغلی حکومت چین کے ساتھ ہونے والے معاہدوں کو غیر منصفانہ کہتی ہوئی اقتدار میں آئی لیکن اب ان کی مکمل حمایت کر رہی ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ایغور مسلمانوں کے خلاف چین کے بدترین مظالم پر اس کی حمایت کر رہی ہے۔ اور یہ دوغلی حکومت یہ کہتی ہوئی اقتدار میں آئی کہ پاکستان کو امریکا کی کرائے کی بندوق بنا دیا گیا ہے لیکن اب افغانستان میں سیاسی معاہدے کے لیے کرائے کے سہولت کار کا کردار ادا کر رہی ہے تاکہ افغانستان میں امریکا کو اپنی سرکاری اور غیر سرکاری نجی فوج رکھنے کا پروانہ مل جائے۔

اے پاکستان کے مسلمانو! رسول اللہ ﷺ نے خبردار فرمایا تھا کہ، **لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ** " مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جا سکتا "(بخاری و مسلم)۔ اس وقت مایوسی کی وجہ سے آپ جو تکلیف محسوس کر رہے ہیں وہ اس لیے ہے کیونکہ آپ ایک بار پھر اسی سوراخ سے دوبارہ ڈسے گئے ہیں۔ آپ اس لیے دوبارہ ڈسے گئے ہیں کیونکہ آپ نے اس شخص پر بھروسہ کیا جو کفر جمہوری نظام کا داعی ہے جس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی نہیں کی جاتی۔ حقیقت یہ ہے کہ مخلص اور مضبوط حکمران وہ ہوتا ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت کرے جبکہ غدار اور کمزور حکمران وہ ہوتا ہے جو اپنی خواہشوں کی پیروی کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ** " عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے، اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرے، اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشوں پر لگا دے، پھر اللہ تعالیٰ سے تمنائیں کرے "(ترمذی، ابن ماجہ)۔ ہمیں ابو جہل جیسا مضبوط حکمران نہیں چاہیے جو کفر اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نافرمانی کرے بلکہ ہمیں حضرت عمر فاروقؓ جیسا مخلص اور مضبوط حکمران چاہیے جو اسلام اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت کرے۔ ہمیں اپنی بار بار دہرائی جانے والی غلطی سے سبق سیکھنا چاہیے اور یہ جانتے ہوئے اپنی غلطی پر افسوس اور توبہ کرنی چاہیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مکمل اطاعت اور فرمانبرداری کے بغیر توبہ مکمل نہیں ہوتی۔ آئیں کہ ہم جمہوریت کو اور اس کے داعیوں کو مکمل طور پر مسترد کر دیں اور پورے اخلاص سے نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کی جدوجہد کریں۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

ختم شد

سوال وجواب: کیا رسول ﷺ نے قرآن کی تفسیر کی اور اس کے معنی کو واضح کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

"الشخصیہ الاسلامیہ جلد سوئم" میں "شرعی حقائق کے وجود" کے موضوع میں درج ہے کہ "---یہ ثابت شدہ ہے کہ شارع نے امت کو اِن الفاظ کو لغوی معنی سے نئے معنی کی طرف منتقل کیے جانے سے آگاہ کیا ہے جو کہ شریعت نے ان الفاظ کے لیے مقرر کیے ہیں، یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان الفاظ کے معانی کی وضاحت کے ذریعے کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ**" یہ ذکر (قرآن) ہم نے آپ ﷺ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل کیا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں" (النحل: 44)۔ جس کا مطلب ہے کہ اس قرآن کے معنی کو واضح کرنا جن میں شرعی الفاظ کے معنی بھی شامل ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي» " نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھو" (بخاری)۔ لہذا آپ ﷺ نے انہیں کچھ اعمال کا حکم دیا اور ان اعمال کے بارے میں سمجھایا پس آپ ﷺ نے ان کو ایسا کوئی کام کرنے کا حکم نہیں دیا جسے وہ سمجھ نہ سکیں"۔

کیا اس سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ رسول ﷺ نے قرآن اور اس کے معانی کی تفسیر کر دی ہے؟ یا آپ ﷺ کی تفسیر شرعی الفاظ کے معنی کی وضاحت تک محدود ہے؟

اللہ آپ کو جزائے خیر عطاء کرے۔

جواب:

وعلیکم اسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جواب واضح کرنے کے لیے میں مندرجہ ذیل باتوں کا ذکر کروں گا:

پہلا: آپ کا سوال الشخصیہ الاسلامیہ جلد سوئم میں بیان کردہ کے متعلق ہے جہاں بیان ہوا ہے کہ "اصل میں، شرعی اصطلاحات شریعت کے الفاظ میں پائی جاتی ہیں اور لغوی حقائق سے الگ حقائق کے طور پر پائی جاتی ہیں۔ یہ الفاظ عرب استعمال کرتے تھے پھر شریعت نے ان الفاظ کو دوسرے معنی کی طرف منتقل کر دیا اور یہ دوسرے معنی میں مشہور ہوگئے۔ یہ منتقلی مجازی طور پر نہیں تھی بلکہ عُرفی حقیقت کی منتقلی تھی کیونکہ شریعت نے اس کو کسی تعلق کی وجہ سے دوسرے معنی میں منتقل نہیں کیا جیسا کہ استعارے کی شرط ہے۔ مزید یہ کہ یہ دوسرے معنی میں مشہور ہو گیا جبکہ استعارہ ایک ایسی اصطلاح ہے جس کا اپنا معنی ہوتا ہے پھر وہ کسی تعلق کی وجہ سے کسی دوسرے معنی میں منتقل ہو جاتا ہے لیکن اس دوسرے معنی میں مشہور نہیں ہوتا یعنی یہ دوسرا معنی اس پر غالب نہیں آتا لہٰذا شرعی ناموں کا دوسرے معنی میں منتقل ہونا جس کو شریعت نے مقرر کیا ہے کسی بھی طرح استعارہ نہیں ہے بلکہ یہ شرعی حقیقت میں سے ہے۔ پس یہ ثابت شدہ ہے کہ شارع نے امت کو ان اصطلاحات کو لغوی معنی سے نئے معنی کی طرف منتقل کیے جانے کی اطلاع دی ہے جو کہ شریعت نے مقرر کیے ہیں، اور یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان کی وضاحت کی بنا پر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ** "یہ ذکر ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل کیا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں" (النحل: 44)۔ جس کا مطلب ہے کہ قرآن کے معنی کو واضح کرنا، اس وضاحت میں شرعی الفاظ کے معنی بھی شامل ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي» " نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھو" (بخاری)۔ لہٰذا آپ ﷺ نے انہیں کچھ اعمال کا حکم دیا اور ان اعمال کے بارے میں سمجھایا کیونکہ آپ ﷺ نے ان کو ایسا کوئی کام کرنے کا حکم نہیں دیا جسے وہ سمجھ نہ سکیں ---" اختتام

دوم: نبی کریم ﷺ نے قرآن میں بیان کی گئی آیات کے بارے میں جو وضاحت کی ہے وہ صرف شرعی الفاظ کے معنی کی وضاحت تک محدود نہیں ہے

بلکہ آپ ﷺ کی سنت نے قرآن کی جو وضاحت کی ہے وہ درج ذیل ہے:

ا۔ قرآن مجید کے مجمل متن کی وضاحت: جیسے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں اوقات، ارکان اور رکعات کی تفصیل بتائے بغیر نماز کا حکم دیا ہے، لہٰذا سنت نے اس سب کو واضح کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا «صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي» " نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھو" (بخاری)۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل کے ذریعے مسلمانوں کے لیے واضح کیا ہے کہ نماز کس طرح ادا کی جاتی ہے جیسا کہ ابو حمید الساعدیؓ کی روایت میں ہے کہ «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَرَكَعَ ثُمَّ اعْتَدَلَ فَلَمْ يُصَوِّبْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُقْنِعْ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ أَهْوَى إِلَى الْأَرْضِ سَاجِدًا ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ جَافَى عَضُدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ وَفَتَخَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ ثَنَى رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ عَلَيْهَا ثُمَّ اعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ أَهْوَى سَاجِدًا ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ ثَنَى رِجْلَهُ وَقَعَدَ وَاعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ ثُمَّ نَهَضَ ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ» " رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو بالکل سیدھے کھڑے ہو جاتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ انہیں اپنے دونوں مونڈھوں کے مقابل میں لے جاتے، پھر جب رکوع کا ارادہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ انہیں اپنے دونوں مونڈھوں کے مقابل میں لے جاتے، پھر «اللہ اکبر» کہتے اور رکوع کرتے اور بالکل سیدھے ہو جاتے، نہ اپنا سر بالکل نیچے جھکاتے اور نہ اوپر ہی اٹھائے رکھتے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے، پھر «سمع اللہ لمن حمدہ» کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے (یعنی رفع یدین کرتے) اور سیدھے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ جسم کی ہر ایک ہڈی سیدھی ہو کر اپنی جگہ پر لوٹ آتی، پھر سجدہ کرنے کے لیے زمین کی طرف جھکتے، پھر «اللہ اکبر» کہتے اور اپنے بازوؤں کو اپنی دونوں بغل سے جدا رکھتے، اور اپنے پیروں کی انگلیاں کھلی رکھتے، پھر اپنا بایاں پیر موڑتے اور اس پر بیٹھتے اور سیدھے ہو جاتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ آتی، اور آپ اٹھتے اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے" (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ یہ صحیح حسن ہے)۔

۲۔ قرآن مجید کی عام نصوص کی وضاحت کرنا: قرآن مجید میں عام نصوص موجود ہیں اور سنت نے ان عام نصوص کو واضح کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اولاد اپنے والدین سے وراثت اسی طرح حاصل کرے گی جس طرح اللہ نے اپنی اس آیت میں بیان کیا ہے: (يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ) "اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے" (النساء:۱۱)۔ یہ عام حکم ہے جس میں ہر باپ شامل ہے جس کی وراثت منتقل ہو رہی ہے اور ہر بیٹا شامل ہے جو وراثت لے رہا ہے۔ پھر سنت نے واضح کیا ہے کہ اس میں پیغمبروں کے علاوہ باقی باپ مراد ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: «لاَ نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ» "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے" (بخاری و مسلم)۔ اسی طرح سنت نے واضح کیا ہے کہ وارث سے مراد اس وارث کے علاوہ ہے جس نے اپنے مورث کو قتل کیا ہو، آپ ﷺ کی حدیث ہے: «وَلاَ يَرِثُ الْقَاتِلُ شَيْئاً» "قاتل کے لیے (مقتول کی) کوئی وراثت نہیں ہے" (ابو داؤد)۔

۳۔ قرآن میں عام نصوص ہیں پھر سنت نے ان کو کسی پابندی کے ذریعے محدود کر دیا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ((وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ)) "اور اپنے سر نہ منڈواؤ جب تک کہ قربانی قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے البتہ تم میں سے جو بیمار ہو، یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو (جس کی وجہ سے سر منڈا لے) تو اس پر فدیہ ہے، خواہ روزے رکھ لے، خواہ صدقہ دے دے، خواہ قربانی کرے" (البقرة:196)۔ یہ تین الفاظ: 'روزہ، صدقہ، قربانی' غیر واضح الفاظ ہیں اور اپنے عام مفہوم میں آئے ہیں جنہیں اس حدیث نے محدود کیا ہے جسے مسلم نے کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے جس میں آپ ﷺ نے ان سے کہا «فَاحْلِقْ رَأْسَكَ وَأَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ وَالْفَرَقُ ثَلاَثَةُ آصُعٍ أَوْ صُمْ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً» " تم اپنا سر منڈوا لو اور ایک فرق کھانا چھ مسکینوں کو کھلا دو، ایک فرق تین صاع کا ہوتا ہے، یا تین دن کے روزے رکھو یا

قربانی کے ایک جانور کی قربانی کرو"۔ لہٰذا اس حدیث نے روزے کو تین روزوں تک محدود کر دیا ہے، صدقے کو چھ مسکینوں کو ایک فرق کا کھانا کھلانے تک محدود کر دیا ہے جبکہ ایک فرق تین صاع کا ہوتا ہے اور قربانی کو ایک جانور کی قربانی تک محدود کر دیا ہے۔

4۔ قرآن میں موجود اصل قاعدہ کے ساتھ ایک متعلقہ قاعدے کو شامل کرنا: ظاہری طور پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ متعلقہ قاعدہ نئی قانون سازی ہے لیکن گہرائی سے مطالعے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ اپنے اصل سے ہی منسلک ہے اور اس کی بہت سی مثالیں ہیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرائض (قرآن میں مذکور وراثت کے حصے) کا ذکر خاص مقدار کے ساتھ کیا ہے لیکن عصبات (والد کے رشتہ داروں) کی وراثت کا ذکر نہیں کیا سوائے ان آیات کے: يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ "اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے" (النساء:11)۔ اور فرمایا: وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ "اور اگر بہنیں اور بھائی دونوں ہوں تو ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے" (النساء:176)۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بیٹوں کے علاوہ عاصب (والد کے رشتہ دار) اور بھائیوں کے لیے خاص مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ فرائض کی تقسیم کے بعد باقی رہ جانے والا اس کے حصے میں آتا ہے۔ نبی ﷺ نے اس کی وضاحت کی جب آپ ﷺ نے کہا: «أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ» "فرائض (قرآن میں مذکور وراثت کے حصے) ان کو دے دو جوان کو لینے کے حقدار ہیں پھر جو بھی باقی رہ جائے وہ متوفی کے سب سے قریبی رشتہ دار کو ملنا چاہیئے"۔ لہٰذا آپ ﷺ نے عاصب، جو غیر اولاد ہیں، کو بھائیوں اور بیٹوں کے ساتھ شامل کیا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بنایا، الاسود نے کہا کہ: «أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَرَّثَ أُخْتًا وَابْنَةً، فَجَعَلَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا النِّصْفَ، وَهُوَ بِالْيَمَنِ، وَنَبِيُّ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَئِذٍ حَيٌّ» "معاذ بن جبلؓ نے بہن اور بیٹی میں اس طرح ترکہ تقسیم کیا کہ آدھا مال بیٹی کو ملا اور آدھا بہن کو (کیونکہ بہن بیٹی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہے) اور وہ یمن میں تھے، اور اللہ کے نبی کریم ﷺ اس وقت باحیات تھے" (ابو داؤد)۔ اور معاذؓ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ایسی صورتحال میں کوئی فیصلہ نہ کرتے سوائے اس کے کہ وہ کوئی دلیل جانتے ہوں کیونکہ اگر وہ کوئی دلیل نہ جانتے تو فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرتے۔

تیسرا: جہاں تک میرا علم ہے، اللہ کے نبی ﷺ سے ہر آیت کے بارے میں حدیث مروی نہیں ہے، اور بہت بڑی تعداد میں موجود حدیث کی کتابوں نے بھی بہت بڑے پیمانے پر تفسیر کرنے کے باوجود ہر آیت کے لیے مستند حدیث کا ذکر نہیں کیا۔ لہٰذا جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے نقل ہوا ہے وہ لیا جائے گا دوسری صورت میں تفسیر کا صحیح طریقہ مندرجہ ذیل ہے۔ ۱۔ جہاں تک تعلق ہے اس تفسیر کا جو نبی ﷺ سے منقول ہے، اگرچہ وہ صحیح ہی ہو تب بھی اسے حدیث کا حصہ ہی سمجھا جائے گا۔ اس کو تفسیر کے ان معنی میں نہیں لیا جا سکتا جو مفسرین کے نزدیک ہیں کیونکہ کسی بھی آیت کی وضاحت میں جو کچھ بھی اللہ کے نبی ﷺ سے منقول ہے وہ قرآن کی طرح ہی شرعی متن ہے۔

۲۔ جہاں تک تعلق ہے اس تفسیر کا جو صحابہؓ سے منقول ہے تو اس سے مدد حاصل کی جا سکتی ہے کیونکہ وہ قرآن کی تفسیر میں تمام لوگوں میں سے درست ترین رائے والے تھے اس وجہ سے کہ وہ عربی زبان میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے اور آپ ﷺ کی قربت میں تھے جن پر قرآن نازل ہوا تھا۔

۳۔ تاہم، قرآن کی تفسیر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ قرآن کے فہم اور اس کی تفسیر کے لیے؛ اس کے ذخیرۂ الفاظ اور تراکیب کے لیے، شرعی معانی، احکامِ شرعیہ اور افکار کے لیے عربی لغت اور سنتِ نبوی کو ہی آلہ و ذریعہ کے طور پر اختیار کیا جائے گا۔ اگر قرآن کی آیت کو واضح کرنے والی کوئی مستند حدیث اللہ کے نبی ﷺ سے منقول ہو تو اسی کو اختیار کیا جائے گا، دوسری صورت میں اس آیت کی تفسیر کیلئے عربی زبان کا سہارا لیا جائے گا جس میں قرآن نازل ہوا، لیکن ان اہل زبان سے جو اس کے ماہر ہیں۔

یہ قرآن کریم کی تفسیر کا طریقہ ہے، مفسر کو اسی پر کاربند رہنا ہوگا اور جو بھی قرآن کی تفسیر کرنے کا خواہشمند ہو اس کو یہ ذمہ داری اٹھانی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ بڑی حکمت والا ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

آپ کا بھائی

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

25 ذوالحج 1439 ہجری،

5 ستمبر 2018 عیسوی

ختم شد

سوال وجواب: جلباب، اس کا نیچے تک لٹکنا اور یہ ایک آزاد اور غلام عورت میں کیسے فرق کرتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:

ہمارے محترم شیخ عطاء بن خلیل ابو الرشتہ، اللہ آپ کی حفاظت کرے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ،

"اسلام کا معاشرتی نظام" کی کتاب میں درج ہے (عربی تصنیف صفحہ 49): "جلباب کے لئے لازمی ہے کہ یہ جسم کے نچلے حصے تک پہنچے اور قدموں کو چھپا لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ] 'وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔' (سورۃ الاحزاب: 59) یعنی وہ اپنے جلباب اپنے اوپر اوڑھ لیں۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ آیت میں لفظ مِنْ سے مراد جزو کی تخصیص نہیں بلکہ یہ بیانیہ ارشاد ہے جس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ اپنے جلباب کو اوڑھ کر اسے نیچے تک لائیں"۔ مکمل آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: [يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاء الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُوراً رَّحِيماً] "اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتیں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔"

(سورۃ الاحزاب:59)

اگر لفظ اِدناء (نیچے گرانا) کے معنی نیچے لٹکانا کے لیے گئے ہیں جیسے اوپر ہے، تو میں پورے الفاظ سے مطلب سمجھنے سے قاصر ہوں، [ذَلِكَ أَدْنَى أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ] "اس سے ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی" یہ معنی درست معلوم نہیں ہوتا جب عورتوں کو ان کے جلباب نیچے لٹکانے کا کہا جا رہا ہے کیونکہ یہ ایک جاننے کا طریقہ ہے تا کہ انہیں پریشانی نہ ہو۔ تو جلباب کو زمین تک لٹکانے کا ان کو جاننے اور پریشانی سے بچنے سے کیا تعلق ہے؟ جبکہ تفسیر کی کتابوں میں لفظ اِدناء خمار کے لیے ہے اور اس حکم کی وجہ کے لیے [ذَلِكَ أَدْنَى أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ] " اس سے ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی " جیسے کے شانِ نزول میں موجود ہے کہ آزاد عورت اور غلام عورت سے متعلق ہے، لہٰذا آیت کے آغاز کا معنی اس کے اختتام کے معنی سے ہم آہنگ ہے۔ برائےمہربانی وضاحت کریں، اللہ آپ پر رحم کرے، اور میری اس الجھن کو دور کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا سوال اس موضوع سے متعلق ہے جو اسلام کے معاشرتی نظام میں جلباب اور اس کے لٹکانے اور اس کے آزاد اور غلام عورت میں تفریق کرنے سے متعلق ہے۔ اس سے پہلے کہ میں آپ کے سوال میں موجود "یہ معنی درست معلوم نہیں ہوتا" کا جواب دوں، میں آپ کے لیے معاشرتی نظام میں موضوع سے متعلق موجود متن (صفحات 68-70 سے) دہرانا چاہوں گا:

"اس کے بعد جہاں تک دوسری آیت کا تعلق ہے جہاں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا، [يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ] 'وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں' (سورۃ الاحزاب: 59)، اس آیت سے کسی بھی طرح چہرے کو ڈھانپنے کی دلیل نہیں ہے، نہ آیت کے لفظِ منطوق کے لحاظ سے اور نہ ہی اس مفہوم کے اعتبار سے اور نہ ہی اس میں کوئی فقرہ یا لفظ ہے جو بذاتِ خود یا جملے کے ساتھ مل کر اس جانب اشارہ کرتا ہو کہ یہی حکم سببِ نزول ہے۔ اس آیت میں کہا گیا ہے، [يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ] 'وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں'، اس آیت میں لفظِ "مِنْ" خصوصیت کیلئے نہیں بلکہ ایک بیانی کیفیت کیلئے ہے کہ وہ اپنی چادر اپنے اوپر ڈال لیا کریں۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ اپنے جلباب یا چادر سے اوپر سے نیچے تک ڈھانپ لیں۔ جلباب ایک باہری لباس ہوتا ہے جو کپڑوں کو ڈھانپ لیتا ہے یا یہ کوئی چادر ہو سکتی ہے جو پورے جسم کو ڈھک دے۔ قاموس المحیط میں کہا گیا ہے کہ جلباب ایک سنمار یا سرداب ہے جو ایک قسم کے خواتین کے

ڈھیلے لباس (gown) کی طرح ہے جس سے پورا جسم ڈھک جائے۔ الجوہری اپنی تصنیف الصحاح میں لکھتے ہیں کہ جلباب ایک ملحاف (جس سے ڈھک لیا جائے) یا مُلاہ (چادر) ہے۔ جلباب کا لفظ حدیث میں بھی مُلاہ (چادر) کے طور پر آیا ہے جس کو عورت اپنے لباس کے اوپر اوڑھ لیتی ہے۔ ام عطیہؓ سے مسلم میں مروی ہے کہ ((أمرنا رسولُ الله ﷺ أن نخرجهن في الفطر والأضحى، العواتق والحيض وذوات الخدور، فأما الحيض فيعتزلن الصلاة ويشهدن الخير، ودعوة المسلمين. قلت: يا رسول الله، إحدانا لا يكون لها جلباب. قال: لتلبسها أختها من جلبابها)) " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ عورتوں کو عید الفطر اور عید الاضحی میں عید گاہ لے جائیں جوان لڑکیوں، حیض والی عورتوں اور پردہ نشین خواتین کو بھی، ہاں حیض والی عورتیں نماز سے الگ رہیں لیکن وہ اخیر میں مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں، میں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم میں سے کسی ایک کے پاس جلباب نہ ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی بہن اس کو اپنی چادر اڑھادے۔" اس کے معنی یہ ہوئے کہ اُن کے پاس جلباب نہیں تھا جو وہ اپنے لباس کے اوپر پہن لیتیں، لہٰذا اُنھیں حکم ہوا کہ وہ اپنی کسی بہن سے ادھار لے کر اپنے لباس کے اوپر پہن لیں۔ چنانچہ مذکورہ آیت کے معانی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج، اپنی بیٹیوں اور مسلم خواتین سے کہیں کہ وہ اپنے لباس کے اوپر چادر یا جلباب پہن لیں جو جسم کے نیچے تک پہنچتا ہو۔ اس کی تائید ابن عباسؓ والی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں کہا کہ جلباب (بڑی چادر) وہ لباس ہے جو اوپر سے نیچے تک ڈھانپ لیتا ہے۔ لہٰذا آیتِ مبارکہ صرف جلباب پہننے کا اشارہ کرتی ہے جو ایک ڈھیلا لباس ہے جو نیچے تک پہنچتا ہے۔ پس جب جلباب کے یہ معنی ہیں تو یہ کیونکر سمجھا جا سکتا ہے کہ جلباب پہننے سے مراد چہرے کو ڈھک لینے کے ہوتے ہیں؟ خواہ لفظِ جلباب اور پہننے کے فعل لغوی اور شرعی معانی کے اعتبار سے کسی بھی طرح سمجھا جائے اس سے مراد صرف یہی ہو سکتی ہے کہ چادر یا جلباب کو نیچے تک پہنچنا ہے نہ کہ اوپر تک۔ چنانچہ اس آیت سے کسی بھی زاویہ سے حجاب پر استدلال نہیں ہوتا۔ قرآن حکیم کے الفاظ و آیات کی تفسیر لغوی اور شرعی لحاظ ہی سے کی جا سکتی ہے نہ کہ کسی اور لحاظ سے۔ لغوی معنی واضح ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ جلباب اپنے اوپر ڈالیں جو اُن کے لباس ڈھانپے ہوئے نیچے تک پہنچیں اور اُن کے قدموں کو چھپالیں۔ جلباب کے یہی معنی حدیث میں وارد ہوئے ہیں، ترمذی میں عبداللہ بن عمرؓ سے نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((من جرَّ ثوبه خيلاء لم ينظر الله إليه يوم القيامة، فقالت أُم سلمة: فكيف يصنعنَ النساء بذيولهن، قالَ يرخين شبراً فقالت إذا تنكشف أقدامهن، قال: فيرخينه ذراعاً لا يزدن عليه)) "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس شخص کی جانب نظرِ کرم بھی نہیں فرمائے گا جس نے اپنا لباس تکبّر میں پیچھے تک لٹکایا۔ ام سلمہؓ نے پوچھا کہ عورتیں اپنے حاشیہ کا کیا کریں؟ فرمایا وہ اپنے لباس کے حاشیہ کو ایک بالشت تک بڑھالیں۔ ام سلمہؓ نے پوچھا کہ اس طرح تو اُن کے قدم نظر آئیں گے۔ فرمایا: کہ پھر وہ اسے ایک ہاتھ کے برابر بڑھالیں لیکن اس سے زیادہ نہیں"۔ اختتام۔۔۔

لہٰذا جلباب اوپر سے نیچے تک ایک ڈھیلا ڈھالا لباس ہے اور ادناء کا معنی اس کا نیچے تک لٹکنا ہے۔

ثانیاً یہ کہ اس آیت کے نزول کی وجہ آزاد عورتوں کو غلام عورتوں سے فرق کرنا تھا کیونکہ جلباب غلام عورت پر واجب نہیں۔ لہٰذا کچھ منافق غلام عورتوں کے پاس جا کر ان سے نازیبا الفاظ کہتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک غلام عورت سے بدتمیزی کی سزا ہلکی تھی جو کہ آزاد عورت کا معاملہ نہیں تھا۔ لہٰذا جب کوئی کسی آزاد عورت سے ایسی بات کرتا پکڑا جاتا تو عدالت میں کہتا کہ میں سمجھا یہ غلام عورت ہے، تاکہ اسے ہلکی سزا ملے۔ ان کے اس بہانے کو ختم کرنے کے لیے یہ آیت اتری، لہٰذا اس سے آزاد عورتوں پر یہ واجب ہوا کہ وہ اپنے آپ کو غلام عورتوں سے فرق کرنے کے لیے جلباب پہنیں اور اسے پیروں تک لٹکائیں تاکہ منافق

یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم سمجھے یہ غلام عورت ہے اور ان پر سزا میں نرمی نہ ہو سکے کیونکہ اب ان کے لیے کوئی بہانہ نہیں۔

ابن سعد نے طبقات میں کہا کہ ابو مالک نے کہا کہ جب نبی ﷺ کی بیویاں حاجت کے لیے باہر جاتی، کچھ منافق ان کے پاس آتے اور تنگ کرتے۔ جب ان منافقین سے پوچھا جاتا تو کہتے کہ ہم یہ صرف غلام عورتوں سے ہی کرتے ہیں، پھر یہ آیت اتری۔[يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاء الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُوراً رَّحِيماً]"اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتیں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں،اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی، اور اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے۔" (سورۃ الاحزاب :59)

لہٰذا آزاد عورتوں کو غلام عورتوں سے فرق کرنے کے واسطے جلباب کو نیچے تک لٹکانے کے معنی سمجھنے میں غیر یقینی کہاں ہے؟ آپ نے کہا: (اگر لفظ ِادناء (نیچے گرانا) کے معنی نیچے لٹکانا کے لیے گئے ہیں جیسے اوپر ہے، تو میں پورے الفاظ سے مطلب سمجھنے سے قاصر ہوں، [ذَلِكَ أَدْنَى أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ] "اس سے ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی" یہ معنی درست معلوم نہیں ہوتا جب عورتوں کو ان کے جلباب نیچے لٹکانے کا کہا جا رہا ہے کیونکہ یہ ایک جاننے کا طریقہ ہے تا کہ انہیں پریشانی نہ ہو۔ تو جلباب کو زمین تک لٹکانے کا ان کو جاننے اور پریشانی سے بچنے سے کیا تعلق ہے؟ جبکہ تفسیر کی کتابوں میں لفظ ادناء خمار کے لیے ہے۔۔۔)

پھر آپ کو اس کی سمجھ کیوں نہیں آ رہی؟ یہ لباس اور اس کو نیچے لٹکانا آزاد عورت کو غلام عورت سے فرق کرنے کے لیے ہے تا کہ منافقین ایک آزاد عورت کو تنگ کر کے اس سزا سے بچ نہ سکیں کہ میں سمجھا یہ غلام عورت ہے! کیونکہ ایک آزاد عورت کا جلباب نیچے تک لٹکتا ہے اسے ایک غلام عورت سے فرق کرتا ہے، کیونکہ غلام عورت پر جلباب پہننا فرض نہیں، لہٰذا وہ اپنے آپ کو پورا یعنی پاؤں تک نہیں ڈھانپتی۔۔۔ لہٰذا جلباب کو پہننا جو آزاد عورتیں نیچے تک لٹکاتی ہیں، انھیں غلام عورتوں سے فرق کرتا ہے اور یہی اس آیت کا مرکزی معنی ہے، [ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ]"اس سے ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی"

لہٰذا آیت کا مطلب آزاد عورت کو غلام عورت سے فرق کرنا ہے اور جلباب کو نیچے تک لٹکانا اس پہچان کے لیے ہے، [ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ]"اس سے ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی"یعنی یہ اس لیے نہیں کہ اسے جانا جائے۔۔۔ قرطبی کی تفسیر کے مطابق (24/14): "تا کہ انھیں پہچانا جائے (ایک آزاد عزت دار عورت کے طور پر) تا کہ کوئی انھیں تنگ نہ کرے"۔ یعنی آزاد عورت جس کے بارے میں غلام عورت کا ابہام نہ ہو۔۔۔ اور ان کے بارے میں خیالات جنم نہ لیں، اور معنی یہ نہیں کہ انھیں پہچانا جائے یہاں تک کہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کون ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ آپ کو معنی درست لگنے کے لیے کافی ہو گا اور اس کی بدولت آپ کے پیغام میں یہ جملہ ختم ہو جائے گا: "یہ معنی درست معلوم نہیں ہوتا"۔

آپ کا بھائی

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

7 محرم 1440 ہجری

2018/09/17 عیسوی

ختم شد

سوال وجواب: کیا عالمی معیشت میں ڈالر کے عالمی غلبہ کے ختم ہونے کی شروعات ہوچکی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:

چند ممالک جیسے چین، روس اور یوروپی یونین کی جانب سے بین الاقوامی تبادلہ کی خاطر استعمال ہونے والی کرنسی کو تبدیل کرنے کے اقدامات سامنے آئے ہیں اور ایسے معاہدات بھی انجام پائے ہیں جن کے تحت چند ممالک کی مقامی کرنسی پر معاملات طے کئے جائیں گے مثلاً روس کا ہندوستان کے ساتھ 31/10/2018 کو s-400 میزائل کی خریداری کا معاہدہ روسی کرنسی میں طے پایا اور ایک مہینہ قبل اسی قسم کی میزائل خریداری کا معاہدہ اس نے ترکی کے ساتھ ان دونوں ممالک کی آپسی کرنسی میں طے کیا ہے، ترکی بولنے والے ممالک کے اجلاس میں اردوگان کی میٹنگ کے دوران چین نے اعلان کیا کہ وہ ایران سے خریدے جانے والے تیل کی قیمت پیٹرو یوان (petro yuan) میں ادا کرے گا اور سینٹرل بنک آف چائنا نے جاپان کے مرکزی بنک کے ساتھ باہمی طور پر مقامی کرنسی کے تبادلہ کے دوطرفہ معاہدہ پر دستخط کئے ہیں جس کے تحت 200 بلین یوان جس کی مالیت (29 billion dollar) ہے، 3.4 کا ٹریلین ین (yen) کے ساتھ تبادلہ کیا جائے گا، چنانچہ کیا بین الاقوامی معیشت میں ڈالر کے غلبہ کے خاتمہ کا آغاز ہوچکا ہے؟

جواب:

واضح جواب کی خاطر ضروری ہے کہ ہمارے ذہن میں عالمی معیشت میں ڈالر کی حیثیت کیا ہے اس کی حقیقت واضح رہے۔

> چند ممالک جیسے چین، روس اور یوروپی یونین کی جانب سے بین الاقوامی تبادلہ کی خاطر استعمال ہونے والی کرنسی کو تبدیل کرنے کے اقدامات سامنے آئے ہیں اور ایسے معاہدات بھی انجام پائے ہیں جن کے تحت چند ممالک کی مقامی کرنسی پر معاملات طے کئے جائیں گے مثلاً روس کا ہندوستان کے ساتھ 31/10/2018 کو 400 -s میزائل کی خریداری کا معاہدہ روسی کرنسی میں طے پایا

اول: بین الاقوامی طور پر ڈالر کی حیثیت 1944 میں بریٹن ووڈ معاہدہ (Bretton Wood Agreement) کے تحت نکل کر سامنے آئی جب امریکہ نے اس میٹنگ کے شرکاء پر عائد کیا کہ وہ ڈالر کو اور اس کے غلبے کو قبول کریں کیونکہ وہ دوسری عالمی جنگ کا ایسا فاتح تھا جو جنگ سے متاثر نہیں ہوا تھا، چنانچہ ایسے مالیاتی نظام کی منظوری دی گئی جس کے تحت دس بڑے صنعتی ممالک نے اپنی مقامی کرنسی کی قیمت ڈالر کی مناسبت سے طے کرنا قبول کیا اور امریکہ نے بھی اقرار دیا کہ امریکی ڈالر کو سونے کی بنیاد (یعنی فی اونس سونے کی قیمت 35 ڈالر) پر طے کرے گا اور یہ کہ وہ بیرونی ممالک کے مرکزی بنکوں کی طرف سے مہیا کرائے گئے ڈالر کا سونے سے مبادلہ سونے سے منسلک ڈالر کی قیمت پر کرے گا، اس دور میں امریکہ خزانہ کے سونے کے ذخائر کا تخمینہ مجموعی طور پر دنیا کا دوتہائی مانا جاتا تھا البتہ بیرونی اخراجات کے سبب ادائیگیوں کے توازن میں مسلسل کمی کی وجہ سے اس کے خزانہ میں موجود سونے کے ذخیرہ میں کمی آتی گئی اور 1961 اور 1970 کے درمیان یہ گھٹ کر پانچ بلین ڈالر کے برابر ہوگیا، صدر نکسن نے 1971 میں ڈالر کو سونے سے بدلنے پر پابندی لگادی اور ڈالر کا سونے سے رشتہ منسلک کرنے والے نظام کے خاتمہ کا اعلان کردیا۔

نکسن انتظامیہ نے مالیاتی نظام میں لائی گئی اس تبدیلی کا بندوبست سعودی عرب کے ساتھ 1972 سے 1974 تک چلنے والے معاہدات کے ایک سلسلہ کے ذریعہ کیا اور نام نہاد پیٹرو ڈالر کی بنیاد ڈالی اور دیگر ممالک کو ڈالر کا ذخیرہ اپنے پاس محفوظ رکھنے کی وجہ فراہم کردی کیونکہ انہیں پیٹرول کی خریداری کی ضرورت تو پیش آتی ہی تھی جو سعودی عرب کے ساتھ انجام دیئے گئے

ان معاہدات کے تحت ڈالر کرنسی میں انجام پانے تھے جو دنیا میں سب سے زیادہ تیل برآمد کرتا ہے اور سعودی عرب بھی اس کے لئے تیار ہو گیا کہ وہ ڈالر کے بدلے قیمت ہتھیار اور انفراسٹرکچر اور امریکی ٹریژری بانڈز (امریکی ریاستی خزانہ کے بانڈز) حاصل کرے گا اور 1977 کے آنے تک امریکی خزانہ کے بیرون ممالک میں موجود بانڈز کا 20 فیصد حصہ سعودی عرب کے پاس آ چکا تھا، اگر تیل کو بھی سونے کے ساتھ ملا دیا جائے جس کی اپنی قیمت بھی ڈالر میں چکائی جاتی ہو تو پھر ہر ایک ملک ڈالر حاصل کرنا چاہتا تھا اور سال 2000 تک عالمی ریاستوں کے مرکزی بنکوں کے پاس امریکی ڈالر کی 71 فیصد نقدی جمع ہو چکی تھی تاہم اس کے بعد سے کم ہو کر 62 فی صد ہوئی، اس کے علاوہ 40 فیصد عالمی قرضہ بھی ڈالر کی شکل میں پایا جاتا ہے۔

دوم: آج بین الاقوامی لین دین پر ڈالر کا قبضہ ہے جس کی وجہ سے ڈالر کی زبردست مصنوعی مانگ اور مارکیٹ قائم ہے جس کی وجہ سے ڈالر کسی بھی دوسری مقامی کرنسی سے مختلف ہے اور روزانہ لاتعداد لین دین میں ڈالر ایک درمیانے دلال کی حیثیت میں شامل ہوتا ہے، اس لین دین کی مالیت تقریباً 5.4 ٹرلین ڈالر یومیہ ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ غیر ملکی زرمبادلہ کے یومیہ لین دین میں ڈالر کا حصہ 84.9 فی صد ہے جس میں سے خود امریکی لین دین اس کی نصف تعداد سے بھی کم ہے کیونکہ غیر امریکی ممالک بھی اپنی آپسی تجارت میں ڈالر کو استعمال کرتے ہیں، ڈالر کی معاشی طاقت کا مطلب ہے کہ امریکہ ڈالر کو نہ صرف معاشی او ر مالیاتی طور پر نشانہ بنائے گئے ملک کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کر کے اسے سزا دے سکتا ہے بلکہ دیگر ممالک کو بھی اس ملک کے ساتھ تجارتی تعلقات نہ

> آج بین الاقوامی لین دین پر ڈالر کا قبضہ ہے جس کی وجہ سے ڈالر کی زبردست مصنوعی مانگ اور مارکیٹ قائم ہے جس کی وجہ سے ڈالر کسی بھی دوسری مقامی کرنسی سے مختلف ہے اور روزانہ لاتعداد لین دین میں ڈالر ایک درمیانے دلال کی حیثیت میں شامل ہوتا ہے، اس لین دین کی مالیت تقریباً 5.4 ٹرلین ڈالر یومیہ ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ غیر ملکی زرمبادلہ کے یومیہ لین دین میں ڈالر کا حصہ 84.9 فی صد ہے جس میں سے خود امریکی لین دین اس کی نصف تعداد سے بھی کم ہے کیونکہ غیر امریکی ممالک بھی اپنی آپسی تجارت میں ڈالر کو استعمال کرتے ہیں

رکھنے کے لئے اکسا سکتا ہے اور امریکہ اس کڑی کاروائی کو SWIFT سسٹم یعنی (The Society for Worldwide Interbank Financial Telecommunication) کے ذریعہ انجام دے گا، یہ ڈالر کے بندوبست و تصفیہ کا سسٹم ہے چونکہ ڈالر ایک گلوبل ریزرو کرنسی ہے لہذا SWIFT سسٹم ڈالر کے اس عالمی نظام کی سہولت کاری کو انجام دیتا ہے دنیا بھر کے ممالک اس سسٹم کے ذریعہ اپنا لین دین کرتے ہیں اور یہ سسٹم اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ کسی بھی دو فریقین کے مابین ہونے والے سارے تجارتی لین صرف ڈالر میں ہی انجام پائیں اور امریکہ اس سسٹم کے ذریعہ کسی بھی ملک پر زبردست معاشی پابندیاں عائد کر سکتا ہے، اسی سسٹم کے ذریعہ امریکہ نے 2014 اور 2015 کے درمیان روسی بنکوں پر پابندی عائد کر رکھی تھی جب ان دونوں ممالک کے آپسی تعلقات میں کشیدگی بڑھی ہوئی تھی اور نومبر 2018 میں امریکہ نے اسی SWIFT سسٹم کے ذریعہ ایران پر سخت معاشی پابندیاں عائد کی تھیں اور کئی یوروپی ممالک نے امریکہ کے خوف سے ایران کے ساتھ اپنے تجارتی معاہدات کو نبھانے سے انکار کر دیا تھا۔

یہ سب اس لئے ممکن ہوا جیسا کہ ہم نے پہلے بتلایا ہے کہ ڈالر دنیا کی گلوبل ریزرو کرنسی ہے اور پچھلے سال کے اختتام تک دنیا کے 146 مرکزی بنکوں کے ذخیرہ کردہ سرمایہ کی مجموعی ریزرو کرنسی کا 64 فی صد حصہ ڈالر کی شکل میں ہو چلا ہے اور اس کے بعد اگلا بڑا حصہ یورو کی شکل میں 20 فی صد ہے جبکہ جاپان کے ین اور اسٹرلنگ پاؤنڈ کا 5 فی صد حصہ ہے اور اس میں چین کے یوآن کو شامل نہیں کیا گیا جس کا بیرونی ممالک کے ریزرو میں حصہ 108 بلین امریکی ڈالر سے زیادہ نہیں

ہے یعنی ایک فی صد سے بھی کم حصہ ہے۔
(www.alquds.co.uk
19/8/2018)

تیسرے: ان تمام باتوں کی روشنی میں دنیا میں اثر ورسوخ رکھنے والے ممالک نے ڈالر کے اثر کو کم کرنے کی خاطر دو راستوں کو اختیار کیا جس میں ایک 1999 کا یوروپی موقف تھا جس کے تحت 2002 میں امریکی ڈالر کے بالمقابل سرکاری طور پر یورو میں تجارت شروع کی گئی اور یہ یوروپین معیشتوں کے استحکام اور ان کی اپنی قابلیتوں پر اعتماد کی بناء پر تھا دوسرا راستہ روس اور چین جیسے ممالک کے ذریعہ تھا جو اس کام میں تاخیر سے شامل ہوئے کیونکہ یہ اس وقت مقابلہ کی پوزیشن میں نہ تھے (جب کہ یورو موجود نہ تھا) اور 2008 کا معاشی بحران سامنے نہیں آیا تھا اور ان کو اپنے ڈالر کے ریزرو میں کمی اور اس کی قیمت کے گھٹ جانے کا خوف لاحق ہوا تو وہ پھر سے ڈالر کا غلبہ گھٹانے کی خاطر یوروپ کے پرانے ممالک کے ساتھ شامل ہوئے اب جبکہ چین ایک عالمی معیار کی معیشت بن چکا ہے تو اس کی بین الاقوامی کوششیں ڈالر کی اہمیت کو گھٹانے میں اثر پیدا کرنے لگیں ہیں۔

اس طرح 2008 کا معاشی بحران ان ممالک کے لئے ایک الارم کی طرح بن کر آیا کہ وہ بحران کے بعد اپنے پاس موجود ڈالر کے متعلق سوچنا شروع کریں البتہ جس چیز نے اس مرحلہ کو تیز تر کردیا ہے وہ ٹرمپ کی اشتعال انگیزی اور پابندیاں ہیں اور ٹرمپ انتظامیہ کی نئی پالیسیوں نے دیگر طاقتور ممالک کے ذریعہ ڈالر کے عالمی غلبہ کو کم کرنے کے رجحان و منصوبہ میں تیزی لادی ہے اور صدر ٹرمپ کی "پہلے امریکہ" کی پالیسی کو اندھادھند طریقہ سے نافذ کیا جارہا ہے، حالانکہ پچھلی

اس طرح 2008 کا معاشی بحران ان ممالک کے لئے ایک الارم کی طرح بن کر آیا کہ وہ بحران کے بعد اپنے پاس موجود ڈالر کے متعلق سوچنا شروع کریں البتہ جس چیز نے اس مرحلہ کو تیز تر کردیا ہے وہ ٹرمپ کی اشتعال انگیزی اور پابندیاں ہیں اور ٹرمپ انتظامیہ کی نئی پالیسیوں نے دیگر طاقتور ممالک کے ذریعہ ڈالر کے عالمی غلبہ کو کم کرنے کے رجحان و منصوبہ میں تیزی لادی ہے اور صدر ٹرمپ کی "پہلے امریکہ" کی پالیسی کو اندھادھند طریقہ سے نافذ کیا جارہا ہے، حالانکہ پچھلی ساری امریکی انتظامیہ امریکی مفاد کے حق میں ہی کام کررہی تھیں لیکن ٹرمپ انتظامیہ دیگر ممالک کے مفادات کا ذرہ برابر احترام کئے بغیر کام کررہی ہے

ساری امریکی انتظامیہ امریکی مفاد کے حق میں ہی کام کررہی تھیں لیکن ٹرمپ انتظامیہ دیگر ممالک کے مفادات کا ذرہ برابر احترام کئے بغیر کام کررہی ہے، ٹرمپ نے پچھلے تمام سالوں میں امریکی ملٹری کے ذریعہ یوروپ کی حفاظت کرنے کا یوروپ سے معاوضہ طلب کیا ہے اور چین کے ساتھ تجارتی جنگ کو بھڑکانے کی خاطر خطرہ کی چنگاری لگائی اور شمالی کوریا کے میزائلوں سے جاپان اور کوریا کے تحفظ کا معاوضہ ان سے طلب کیا اور ٹرمپ نے جب ایران پر پابندیاں عائد کرنا شروع کیں اور جو ایران سے تیل امریکی ڈالر میں خریدنا چاہتا ہو تو ان ملکوں کو بھی اس پابندی میں شامل کرنے کی کوشش کی اور چونکہ چین دنیا کا سب سے بڑا تیل درآمد کرنے والا ملک ہے چنانچہ ٹرمپ کی کاروائی نے چین کو ڈالر کے استعمال کے خلاف اقدامات کے لئے تیار کیا بالخصوص جب کہ وہ امریکہ کے مقابل تجارتی جنگ میں شامل ہے اس طرح مارچ 2018 میں شنگھائی فیوچرز ایکس چینج نے بیرونی سرمایہ کاروں کے لئے اپنا پہلا اوپن اینڈ ڈ فیوچرز کنٹراکٹ (open-ended futures contract) کا آغاز کیا، یہ فارورڈ آئل کنٹریکٹ (a forward oil contract) چین کی یوآن کرنسی میں تھا جو ڈالر کی بنیاد پر برینٹ اور WTI کنٹریکٹ کے بالمقابل تھا جو موجودہ عالمی معیار و پیمانہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ 2008 کا امریکی مالیاتی بحران اور اس کا دنیا کے دیگر ممالک کی معیشت پر اثر انداز ہونا اور پھر ٹرمپ کی تحفظ پسندی اور تجارتی جنگ اور معاشی اور مالیاتی پالیسی ان تمام باتوں نے مل

کر ڈالر کے غلبہ کے خلاف عالمی رجحان کو مزید بڑھایا ہے۔

چوتھا: چنانچہ ان کاروائیوں نے ایسے ممالک کو اشتعال میں لایا جو خود مختار و طاقتور ہیں اور کئی دفعہ ان ممالک نے بھی نوٹس لیا جو طاقتور ممالک کے گرد گھومتے ہیں البتہ موثر و طاقتور تحریک ان خود مختار ریاستوں کی جانب سے ہے کیونکہ ایسی سیٹیلائٹ ریاستیں جو امریکہ کے مدار میں گردش کرتی ہیں ان کی مدافعتی حرکت عارضی اور کسی مقصد کے تحت ہوتی ہے اور وہ پھر واپس ہو کر گھومنے لگتے ہیں کیونکہ وہ امریکہ کی موثر مخالفت کے آگے اپنی مخالفت جاری نہیں رکھ سکتے جب تک کہ وہ اس کے مدار میں گردش کرتے رہیں اور ہم ان تمام تر ممالک کی کاروائیوں کا تجزیہ کریں گے

1۔خود مختار ریاستوں کی کاروائیاں:

الف۔روس: 2009 میں روسی صدر میڈویڈیف نے G8 ممالک کی لندن میٹنگ میں ڈالر کو بدلنے کے لئے متبادل عالمی کرنسی کی رائے پیش کی تھی چین، روس، ہندوستان، ترکی اور تیل کی پیداوار کرنے والے دیگر ممالک نے حال میں اپنے" سارے تجارتی اور سرمایہ کاری کے لین دین کو اپنی مقامی کرنسی" میں کرنے کا معاہدہ کیا ہے البتہ ان سب کے باوجود خام مال اور سونے کی قیمتیں ڈالر پر ہی قائم رہیں گی، روس نے بارہا امریکی ڈالر کو دیگر مقامی کرنسی سے بدلنے کے متعلق بیان دیا ہے کیونکہ روس کا یوکرین کے کریمیا اور مشرقی یوکرین پر حملہ آور ہونے اور اس پر قبضہ کرنے کے بعد سے امریکہ نے روس پر پابندیاں لگادی تھیں اور پھر یہ 2016 کے امریکی الیکشن میں روسی دخل اندازی کی تحقیقات کے طور پر بھی لگائی گئیں تھیں۔

2015 کے بعد سے امریکہ مسلسل روس پر اپنی پابندیاں بڑھاتا رہا ہے، کانگریس" پابندیوں کے ذریعہ امریکی دشمنوں کے مقابلہ کے قانون" کے تحت رفتہ رفتہ ان پابندیوں کا دائرہ بڑھا رہی ہے جس کو اگست 2017 میں جاری کیا گیا تھا اور پھر روس کے خلاف مزید سخت پابندیاں عائد کی گئیں اور یہ پابندیاں روس کے لئے کڑی تھیں جس نے روس کے بڑے بنکوں کا تعلق ڈالر سے ختم کردیا تھا جس کی وجہ سے روسی روبل کی قیمت ڈالر کے مقابلے 18 فی صد سے گر گئی تھی اور یہ جب کہ روس اپنے 58 فی صد قرض میں ڈالر کا استعمال کرتا ہے یعنی روس تقریباً آدھا قرض ڈالر میں حاصل کرتا ہے چنانچہ روس مشکل میں گھر گیا یہ صورت حال مالیاتی، معاشی اور مادی طور پر ڈالر سے آزادی کے لئے روس پر ڈالر کے استعمال کو کم کرنے کے لئے دباؤ بنا رہی تھیں، پوتن نے ریاست کے ڈوما میں دی گئی تقریر میں کہا "ہمیں اپنی معاشی خود مختاری کو مستحکم کرنا ہوگا، سٹاک ایکسچینج میں تیل کی خریداری ڈالر میں ہے اور ہم بے شک سوچ رہے ہیں کہ کس طرح اس بوجھ سے چھٹکارا پائیں" مزید اس نے کہا کہ ہم پچھلی صدی میں ایسی امید کرنے والے بے وقوف تھے کہ بین الاقوامی تجارت اور عالمی معیشت میں بیان کردہ اصولوں کی پاسداری رکھی جائے گی اور ہم اب دیکھتے ہیں کہ ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے قوانین کی خلاف ورزی کی جارہی ہے اور سیاسی بنیادوں پر پابندیاں عائد کی جارہی ہیں جس کو وہ Sanctions کہتے ہیں ۔(Duniya Al-Watan, 9/5/2018)، اور پھر روس نے رفتہ رفتہ اپنے پاس سے امریکی ٹریزری بانڈز کی تعداد کو کم کرنا شروع کیا جو 2008 میں سب سے زیادہ 223 بلین ڈالر تک پہنچے تھے اور پچھلے سال کے اختتام تک 100 بلین ڈالر تک آ پہنچے تھے ۔روس پر امریکی پابندی کے نتیجہ میں روس اپریل اور مئی 2018 میں اس سے بھی دستبردار ہو گیا اور اب اس کے پاس امریکی ٹریزری کے 14.5 بلین ڈالر مالیت کے بانڈز موجود ہیں۔

> 2009 میں روسی صدر میڈویڈیف نے G8 ممالک کی لندن میٹنگ میں ڈالر کو بدلنے کے لئے متبادل عالمی کرنسی کی رائے پیش کی تھی چین، روس، ہندوستان ، ترکی اور تیل کی پیداوار کرنے والے دیگر ممالک نے حال میں اپنے" سارے تجارتی اور سرمایہ کاری کے لین دین کو اپنی مقامی کرنسی" میں کرنے کا معاہدہ کیا ہے

البتہ روس کا روبل امریکی ڈالر کا بدل نہیں ہو سکتا کیونکہ روبل میں اعتماد نہ ہونے کی وجہ سے اہم ممالک کو روبل کی حمایت کے لئے متحرک نہیں کیا جاسکتا اور دنیا میں بیشتر ممالک روبل خریدنا نہیں چاہتے کیونکہ کرنسی

مارکیٹ میں اس میں بڑی تبدیلی دیکھی جاتی ہے اور بالخصوص دنیا کو روسی روبل میں ریزرو کرنسی کے طور پر اعتماد نہیں ہے چنانچہ روس زیادہ سے زیادہ دیگر ممالک پر روسی توانائی کو روسی روبل میں خریدنے کے لئے زور دے سکتا ہے لیکن روسی روبل ڈالر کی جگہ نہیں لے سکتا ہے۔۔روسی صدر پوتن کے ترجمان ڈمیتری پیسکوف نے Rossiya TV channel کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ ”بیشتر ممالک نہ صرف مشرقی ممالک بلکہ یورپ میں بھی راستے تلاش کر رہیں تاکہ امریکی ڈالر پر انحصار ختم کیا جاسکے۔۔اور اچانک انہیں معلوم ہوا ہے کہ ایک تو یہ ممکن ہے، دوم ایسا کرنا چاہیئے، سوم خود کو جتنا جلدی ہو سکے بچالو اور جلد ایسا کرلو“۔

”ڈالر کو کچھ حد تک منسوخ کرنا تو ممکن ہے البتہ مسئلہ یہ نہیں کہ آپ ڈالر کے چنگل سے باہر نکلنا چاہتے ہو بلکہ (مسئلہ تو یہ ہے کہ)ڈالر نہیں تو پھر اس کا متبادل کیا ہے، یورو؟ یوآن؟ یا پھر بٹ کوائن؟ اور ان میں سے ہر ایک فیصلہ کی اپنی قیمت چکانی ہوگی اور ہمیں ڈالر کے ساتھ رہنے اور اس کا متبادل تلاش کرنے کی قیمت کے درمیان توازن حاصل کرنا ہوگا“۔ روسی سنٹرل بنک کے سابق نائب صدر Oreshkin نے کہا (Financial Times, 3/10/2018)،اور ان سب سے ظاہر ہوتا ہے کہ روسی افسران خود بھی ڈالر کے مقابلے میں عالمی ریزرو کرنسی کے طور پر روبل کی اہلیت کے متعلق پُر اعتماد نہیں ہیں۔

ب۔ چین : چین اپنی کرنسی یوآن کو مضبوط گلوبل کرنسی کے طور پر دعویدار بنا سکتا ہے لیکن اس کی عالمی سیاسی دسترس کمزور ہے جو امریکہ سے اس کی کشمکش و تنازعہ کے باعث اس کے معاشی میدان عمل کو مزید تنگ بناتی ہے چنانچہ وہ بڑی معیشت ہونے کے باوجود اپنی کرنسی کو عالمی طور پر تجارت و مالیاتی مارکیٹ میں نافذ نہیں کر سکا ہے البتہ اس نے ڈالر کو اختیار کر کے

”بیشتر ممالک نہ صرف مشرقی ممالک بلکہ یورپ میں بھی راستے تلاش کر رہیں تاکہ امریکی ڈالر پر انحصار ختم کیا جاسکے۔۔اور اچانک انہیں معلوم ہوا ہے کہ ایک تو یہ ممکن ہے، دوم ایسا کرنا چاہیئے، سوم خود کو جتنا جلدی ہو سکے بچالو اور جلد ایسا کرلو“۔

بڑے پیمانہ پر اکٹھا بھی کیا ہوا ہے جو حالیہ چند سالوں میں ۳ سے ۴ٹریلین ڈالر تک اس کے پاس جمع ہوا ہے حالانکہ اس نے امریکی مالیاتی اداروں سے دور جانے کی کوشش کی ہے اور ایک معاشی گروپ BRICS کو قائم کیا ہے جس میں برازیل، روس، انڈیا، چین اور ساؤتھ افریقہ شامل ہیں اور BRICS گروپ کی مجموعی معیشت 15 ٹریلین ڈالر ہے جو عالمی معیشت (74ٹریلین ڈالر) کا 20 فیصد ہے اور اس نے شنگھائی میں جولائی 2015 میں ابتدائی طور پر 50 بلین ڈالر سرمایہ کے ساتھ ایک ڈیویلپمنٹ بنک بھی قائم کیا ہے تاکہ BRICS گروپ کے لئے سرمایہ کاری اور قرض مہیا کرا سکے جو آگے چل کر 100 بلین ڈالر تک پہنچ کر ورلڈ بنک کا متبادل بن سکے۔اس کے باوجود بھی وہ ڈالر سے دست بردار نہیں ہوا ہے۔

جب صدر ٹرمپ نے ایران پر پابندیاں عائد کیں اور اس میں ہر اس ملک کو شامل کیا جو ڈالر کے ذریعہ ایران سے تیل خریدنا چاہتا ہو اور چونکہ چین اس وقت دنیا کا سب سے بڑا تیل کا خریدار ملک ہے تو ٹرمپ کے رویہ نے چین کو مجبور کیا کہ وہ ڈالر کے استعمال پر روک تھام لگائے بالخصوص جب کہ وہ امریکہ کے ساتھ تجارتی جنگ میں ہے، چنانچہ مارچ 2018 میں شنگھائی فیوچرز ایکسچینج نے بیرونی سرمایہ کاروں کے لئے پہلے کھلے فیوچرز کنٹریکٹ کا آغاز کیا، یہ فیوچرز کنٹراکٹ ڈالر پر مبنی برینٹ اور WTI کنٹریکٹ کے مقابلہ میں یوآن کرنسی میں طے کیے گئے اور یہ تمام اقدامات اہم ہیں اور ڈالر کی اجارہ داری ختم کر سکتے ہیں۔البتہ ڈالر کو ہٹانے کی چین کی اس محنت میں رکاوٹ چین کا امریکی معیشت اور امریکی ڈالر پر انحصار ہے اور چین و امریکی تجارت کا حجم بڑا ہے جو 500 بلین ڈالر سالانہ ہوتی ہے اور اس کے پاس امریکی ٹریژری بانڈز اب 1170 بلین ڈالر مالیت کے ہیں (Chinese financial newspaper Xinhua website (20/9/2018) جو 2013 کے مقابلے (1300 بلین ڈالر) میں گھٹا ہے اور چین ان بانڈز کا دنیا کا سب سے بڑا حصہ دار ہے، چین کے پاس ڈالر کے

ریزرو 3 سے 4 ٹریلین ڈالر تھے جس میں 2016 کے چین کی برآمدات (2.1 ٹریلین ڈالر) کو جوڑا جاسکتا ہے اور چین نے 1.6 ٹریلین کی درآمدات کیں یوں چین ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے مطابق امریکہ کے بعد دنیا کی بڑی کمرشل ہئیت رکھتا ہے۔

اس طرح امریکہ کے ساتھ چین کی تجارت کی تیزی اور چین کے پاس ٹریژری بانڈز کی موجودگی اور مرکزی بنک کے ریزرو ڈالر کی وجہ سے ڈالر پر انحصار ہٹانے کی خاطر چین کسی بھی سنجیدہ اقدام کرنے کے لئے ایک قدم آگے اور ایک قدم پیچھے چلتا ہے اور امریکی ڈالر میں بین الاقوامی تجارت کرنے کی طرف امریکی حوصلہ افزائی میں کامیابی کی وجہ سے چین کی ڈالر کو ہٹانے میں دلچسپی نہیں ہے اور وہ جانتا ہے کہ ڈالر کو ہٹانے پر سب سے زیادہ وہی متاثر ہوگا اور یہ بات اس کو اپنے رول کو محتاط و آہستہ کرنے کی طرف بڑھاتی ہے تاکہ وہ اپنے ڈالر اور بانڈز کے ذخیرہ کو محفوظ رکھے اور اگر چین کی ساری تجارت ڈالر سے ہٹ کر روس کے ساتھ ہو جائے تو بھی یہ مسئلہ کا حل نہیں ہے کیونکہ دونوں طرف کی باہمی تجارت 120 بلین ڈالر کی ہے (Arabic China 23/9/2018) جو عالمی تجارت کے مقابلہ میں بہت محدود ہے جو سالانہ 20 ٹریلین ڈالر سے زیادہ ہے اس طرح ڈالر کے غلبہ کو کم کرنے کی خاطر چین روس کے مقابلہ میں کم حوصلہ دکھا رہا ہے اور مزید محتاط قدم رکھتا ہے۔

البتہ چین نے ڈالر میں لین دین کے نقصان کو پہچان لیا ہے بالخصوص ڈالر اور بانڈز کے سٹاک کی شکل میں، اس لئے وہ سب سے زیادہ سونے کا خریدار بن چکا ہے اور اس کے سونے کا ذخیرہ 2008 میں 600 ٹن سے بڑھ کر 2018 میں 1842 ٹن ہو چکا ہے اور یہ جواز ہے اس کے ڈالر کے ذخیرہ میں کمی آنے کا جو 2014 میں

البتہ چین نے ڈالر میں لین دین کے نقصان کو پہچان لیا ہے بالخصوص ڈالر اور بانڈز کے سٹاک کی شکل میں، اس لئے وہ سب سے زیادہ سونے کا خریدار بن چکا ہے اور اس کے سونے کا ذخیرہ 2008 میں 600 ٹن سے بڑھ کر 2018 میں 1842 ٹن ہو چکا ہے اور یہ جواز ہے اس کے ڈالر کے ذخیرہ میں کمی آنے کا جو 2014 میں سب سے بلندی (4 ٹریلین ڈالر) پر پہنچا تھا۔

سب سے بلندی (4 ٹریلین ڈالر) پر پہنچا تھا (Trading Economics website). ، غور طلب ہے کہ چین نے 2015 میں ہی 700 ٹن سے زیادہ سونا خرید لیا تھا اور جہاں تک امریکی ٹریژری بانڈز کی بات ہے تو 2008 کے مالیاتی بحران کے بعد چین نے ان کو فروخت کیا اور اگلے دو سال تک اس کا سٹاک کم ہونے لگا البتہ امریکہ کی جانب سے چین کی تجارت پر قدغن لگانے کی دھمکی جو کہ امریکہ میں درآمد چینی کھلونوں کے غیر محفوظ ہونے کے مسئلہ کے دوران دی گئی تھی اس نے چین کو دوبارہ ڈالر لینے کی طرف موڑ دیا اور ایسا معاملہ 2013 تک چلتا رہا اور پھر ٹرمپ انتظامیہ کی جانب سے تجارتی جنگ چھیڑنے کے باعث چین امریکی ڈالر و بانڈز کے سٹاک کی فروخت کی سمت چل پڑا ہے۔

اور اس نے ان بانڈز کے سٹاک کو کسی تصادم کے بغیر کم کرنا شروع کیا ہے۔ اور پھر اپنی تجارت میں ڈالر کا استعمال کم کرنے کی کوششیں کی ہیں اور اس نے روس، جاپان اور دیگر ممالک کے ساتھ مقامی کرنسی میں تجارت کرنے کا معاہدہ کیا ہے اور اس نے تیل کی تجارت کے لئے شنگھائی سٹاک ایکسچینج کا قیام کیا تاکہ سونے کی بنیاد پر یوآن میں تیل کی تجارت ہو سکے جس نے اپنے قیام کے پہلے چھ مہینوں میں دنیا میں تیل کی مجموعی تجارت کا 10 فیصد اپنے گرفت میں کر لیا ہے اور یوآن اسپیشل ڈرائنگ رائٹس SDR میں شامل ہو گیا۔ یوآن اب ڈالر، یورو، جاپان کے ین، برطانوی پاؤنڈ کے ساتھ اسپیشل ڈرائنگ رائٹس SDR رکھنے والی کرنسیوں کے گروہ میں شامل ہو گیا ہے جو 1/10/2016 سے موثر ہوگا https://www.imf.org۔ (30/9/2016)

البتہ ان سب کے باوجود چین کے ڈالر کے سٹاک اور بانڈز کے ذخیرہ کا بڑا حجم ڈالر کو ہٹانے کے کام کو غیر مؤثر کر دیتا ہے اور اسی لئے بین الاقوامی ادائیگی کا حصہ 1.7 فیصد سے زیادہ نہیں ہے، اس کے مقابلہ میں ڈالر کے پاس بین الاقوامی ادائیگی 40 فیصد تک ہے۔

ج۔ یوروپین یونین: 1999 میں یورو کرنسی کا اجرا ہوا، اس کا استعمال بنکوں میں شروع ہوا اور 2002 کے

بعد سے یورو چند ممالک کی متبادل مقامی کرنسی کے طور پر استعمال ہوا اور اس نے ڈالر کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی کیونکہ اس کے پشت پر جرمنی اور فرانس جیسے عالمی طور پر مضبوط معیشتی ممالک تھے جس میں دیگر صنعتی اور دولتمند ممالک شامل ہوگئے اس طرح عالمی طور پر یورو مضبوط کرنسی کی شکل میں سامنے آیا جس کی پشت پر ایک جگہ جمع عالمی سیاسی قوتیں تھیں جو عالمی اور سیاسی سطح پر متاثر کن تھیں اور امریکہ کا مقابلہ کرسکتی تھیں اور جس کے پاس اپنی آزادانہ طاقتور فوج قائم کرنے کی طاقت موجود ہے اور یورو بین الاقوامی ریزرو میں 20 سے 23 فی صد تک موجود ہے البتہ یورو کو عالمی معیشت پر چھانے سے جو چیز روکتی ہے وہ امریکہ کا سامنا کرنے میں یوروپی یونین کی سیاسی، عسکری و معاشی کمزوری ہے ابھی تک یوروپی یونین اپنے وجود کے دفاع میں لگی ہوئی ہے جیسا کہ خطرات موجود ہیں جو اس کے وجود کے لئے آسان چیلنج نہیں ہے اور برطانیہ کا یوروپی یونین سے باہر جانا اس کے اعتماد کو جھٹکا تھا اسی کے ساتھ اس کے ممالک میں موجود علیحدگی پسندی کی نسلی تحریکات کو عروج حاصل ہونا جو یونین سے باہر جانے کا مطالبہ کررہے ہیں جس نے اس اتحاد (یونین) میں اعتماد کو مزید کمزور کردیا ہے، مزید سیاسی فیصلوں میں نااتفاقیاں وہ عوامل ہیں جو یورو کرنسی اور اس کے متعلق کم اعتمادی میں جھلکتے ہیں۔

2۔ریاستیں جو روس، یوروپ اور چین کے معاہدہ کے ساتھ ساتھ امریکہ کے مدار میں گھومتی ہیں : ترکی، ایران، ہندوستان اور جاپان

۔ ایران کے مرکزی بنک کے سربراہ عبدالناصر ہمّتی نے اعلان کیا کہ روس اور ترکی کے نمائندوں کے ساتھ اس کی میٹنگ میں "ڈالر کی بجائے مقامی کرنسی میں تجارت" کے متعلق بات چیت ہوئی۔

> ترکی، روس اور ایران ایک دوسرے کے ساتھ ڈالر کی بجائے مقامی کرنسی میں تجارت کرنے کی خاطر تیار ہوئے ہیں، اناطولیہ ایجنسی کی رپورٹ۔ سرکاری ایجنسی ایران کے مرکزی بنک کے گورنر عبدالناصر ہمّتی کے بیان کا حوالہ دیا "تجارتی لین دین مخصوص زرمبادلہ کی شرح کو استعمال کرکے ہوں گے

(Tehran Times 9/9/2018)

۔ ترکی، روس اور ایران ایک دوسرے کے ساتھ ڈالر کی بجائے مقامی کرنسی میں تجارت کرنے کی خاطر تیار ہوئے ہیں، اناطولیہ ایجنسی کی رپورٹ۔ سرکاری ایجنسی ایران کے مرکزی بنک کے گورنر عبدالناصر ہمّتی کے بیان کا حوالہ دیا "تجارتی لین دین مخصوص زرمبادلہ کی شرح کو استعمال کرکے ہوں گے"

(https://ahvalnews.com/ar 9/9/2018)

۔اکتوبر 2018 میں چین اور جاپان نے 30 بلین ڈالر کی کرنسی کے تبادلہ کا معاہدہ کیا ہے جو جاپان کا سب سے بڑا معاہدہ ہے۔

۔ہندوستان کو روس کی جانب سے S400 میزائل فراہم کرنے کا تجارتی معاہدہ روس کی کرنسی روبل میں کیا جائے گا، روس کے نائب وزیراعظم یوری بوریسوف نے 31/10/2018 کو بیان دیا۔

یہ تمام ممالک جن کو روس اور چین مقامی کرنسی کے مطابق لین دین کرنے کی پالیسی پر لانے کی کوشش کررہے ہیں ابھی تک امریکہ کے مدار میں گھومتے ہیں یا اس کے ایجنٹ ہیں یعنی وہ سیاسی طور پر امریکہ سے جڑے ہوئے ہیں اور جلد مریکہ کے ہمراہ چل پڑتے ہیں اور ڈالر میں لین دین مسترد کرنے کا فیصلہ خود نہیں لیتے یا پھر ڈالر کو اپنے نقدی کے سٹاک کی ریزرو کرنسی کے طور پر نہیں بدلتے، معاشی خود مختاری کو سیاسی خود مختاری سے جوڑ کر دیکھنا ضروری ہے جیسا کہ خود مختار روس یا چین اور اگران ممالک نے روس اور چین کے ساتھ مقامی کرنسی میں لین دین پر غور کرنا شروع کیا ہے تو اس کی وجہ امریکہ کے ذریعہ ان پر دباؤ ڈالا جانا تھا جو ایک ایمرجنسی صورت حال کے تحت ہوا تھا البتہ جب یہ ایمرجنسی ختم ہوجائے گی یہ ممالک واپس پچھلی حالت پر لوٹ جائیں گے۔

چونکہ ترکی کے اسٹیل پر پابندیاں عائد کی گئیں اور امریکہ نے ترکی کی کرنسی کو نشانہ بنایا تو اردوگان نے مقامی عوامی رائے عامہ کی خاطر ڈالر پر تنقید کرنا شروع کی، ترکی کا مجموعی قرضہ 400 بلین ڈالر ہے جو ڈالر میں وصول کیا جاتا ہے جس کا سیدھا مطلب ہے جب بھی ترکی کرنسی کی قیمت گھٹتی ہے تو قرض کی ادائیگی کے لئے مزید اضافی ترکی لیرا اداء کرنا پڑتا ہے اور پھر مہنگائی بڑھتی ہے اور لوگوں پر بوجھ بڑھتا ہے اور اردوگان پہلے کی طرح اپنی چمکدار تقریریں کرتا رہتا ہے، اردوگان نے تین ستمبر کو کرغیزستان میں ترکی کونسل کی چھٹویں کانفرنس میں روح اردو ثقافتی مرکز Roh Ordu Cultural Center میں بیان کیا کہ ”ہم تجارت کی خاطر ڈالر کی بجائے اپنی مقامی کرنسی میں لین دین کی رائے پیش کرتے ہیں“۔

اس بیان کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور نہ بن سکتی ہے کیونکہ ترکی کی تجارت بنیادی طور پر یوروپی یونین کے ساتھ ہے البتہ ترکی ڈالر میں تجارت کرتا ہے اور ڈالر میں قرض لیتا ہے اور اس کی کرنسی کے ریزرو کا بڑا حصہ ڈالر کی شکل میں ہے اور درآمد شدہ تیل، قدرتی گیس اور درآمد شدہ خام مال سب ڈالر میں خریدا گیا ہے اور ہم نے دیکھا کہ جب امریکی پادری کو آزاد کیا گیا اور امریکی پابندیاں ہٹالی گئیں تو چیزیں واپس لوٹ گئیں اور پابندیوں کے ہٹنے سے قبل ڈالر کو ہٹا کر مقامی کرنسی میں تجارت کرنے کا جو جوش آیا تھا اب ختم ہوگیا، جہاں تک وسطی ایشیاء میں ترکی بولنے والے ممالک کی بات ہے تو وہ روسی پالیسی پر عمل کرتے ہیں اور ترکی کی تجارت ان ملکوں کے ساتھ عالمی پیمانے پر کسی اہم مقدار میں نہیں ہے اگر ان سے لین دین کو مقامی کرنسی میں بھی کر لیا جائے کیونکہ ان ممالک کی معیشت چھوٹی ہے۔

اور ایران پر امریکہ نے کئی سال سے سخت مالیاتی

> چونکہ ترکی کے اسٹیل پر پابندیاں عائد کی گئیں اور امریکہ نے ترکی کی کرنسی کو نشانہ بنایا تو اردوگان نے مقامی عوامی رائے عامہ کی خاطر ڈالر پر تنقید کرنا شروع کی، ترکی کا مجموعی قرضہ 400 بلین ڈالر ہے جو ڈالر میں وصول کیا جاتا ہے جس کا سیدھا مطلب ہے جب بھی ترکی کرنسی کی قیمت گھٹتی ہے تو قرض کی ادائیگی کے لئے مزید اضافی ترکی لیرا اداء کرنا پڑتا ہے اور پھر مہنگائی بڑھتی ہے اور لوگوں پر بوجھ بڑھتا ہے اور اردوگان پہلے کی طرح اپنی چمکدار تقریریں کرتا رہتا ہے

پابندیاں عائدہ کیں ہیں جب سے ایران کو امریکی بنک سسٹم سے باہر نکالا گیا ہے جس کے تحت وہ ڈالر میں لین دین نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن 2015 میں پابندیوں کے ہٹائے جانے کے فوراً بعد سے وہ اپنا تیل ڈالر میں فروخت کر رہا تھا اور ڈالر میں ہی کئی بین الاقوامی کمپنیوں کے ساتھ اس نے بڑے معاہدوں پر دستخط کئے تھے جن میں یوروپی کمپنیاں جیسے ایئربس اور ٹوٹل جو فرانسیسی کمپنی ہے۔ ایران کا ردعمل ایسا رہا ہے گویا کچھ بھی اہم نہیں ہوا تھا جبکہ پابندیاں لگانا اور اٹھانا ایران کو بری طرح متاثر کرتا ہے اور امریکہ SWIFT سسٹم کے ذریعہ ایران کو ڈالر کے لین دین سے کبھی اندر اور کبھی باہر کر دیتا رہا ہے اور امریکہ جب کبھی ایران مخالف بیانات میں اضافہ کرتا ہے اور اس پر ڈالر کا دروازہ بند کر دیتا ہے تو ایران کی جانب سے ردعمل بھی محض بیانات ہوتے ہیں کہ وہ ڈالر میں تجارت نہیں کرے گا۔

جہاں تک ہندوستان کی بات ہے تو وہ لمبے عرصہ سے روس سے ہتھیار درآمد کرتا آیا ہے اور امریکہ کو اس بات کی پرواہ نہیں ہے اور انڈیا امریکہ کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ ہندوستان اہم قوت بن کر ابھرے جو ایشیاء میں چین کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ کو کم کرنے کی کوشش کرے اور ہندوستان بھی یہ بات جانتا ہے چنانچہ نہ ہی ہندوستان ڈالر کو روبل سے تبدیل کرنے کی خواہش رکھتا ہے اور نہ ہی یوان کو عالمی ریزرو کرنسی بنانا چاہتا ہے۔

جاپان جو امریکہ سے جڑا ہوا ہے اس کے متعلق تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں، اس کے روس کے ساتھ لین دین کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ ڈالر کے خلاف ہے یا پھر وہ روبل کو ڈالر کے متبادل کے طور پر قبول کرتا ہے

خلاصہ: روس، چین اور یوروپی یونین ایسے ممالک ہیں جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ ڈالر کو اس کے مقام

سے گرانے کی موثر طاقت رکھتے ہیں البتہ ان میں سے ہر ایک ریاست کے پاس ایسے عوامل موجود ہیں جو ان کی حرکت کو روک دیتے ہیں جیسا کہ ہم نے واضح کیا ہے البتہ اگر یہ ان عوامل سے چھٹکارا پاجائیں تو وہ ڈالر کو اس کے مقام سے ہٹا سکتے ہیں اور اگر وہ اس معاملہ میں مضبوط قدم نہ بڑھائیں تو انہیں "کمزور ڈالر" کا جھٹکا جھیلنا پڑ سکتا ہے اور ڈالر کے ذخیرہ کی ان کی دولت ہوا ہوجائے گی، امریکہ زبردست قرضہ سے ڈول رہا ہے واشنگٹن ایگزامنر 1/10/2018 ایک امریکن میگزین کے مطابق " ایک امریکی حکومت کی ویب سائٹ کے مطابق 2018 مالی سال کے اختتام یعنی 30 ستمبر 2018 تک امریکی حکومت کا قرضہ 1.3 ٹرلین ڈالر تک بڑھ گیا ہے یہ سائٹ قرض کا ریکارڈ رکھتی ہے اور امریکی قومی قرضہ مالی سال 2017 کے اختتام تک 20.25 ٹرلین ڈالر تھا جو 2018 کے مالی سال کے اختتام تک 21.52 ٹرلین ڈالر تک جا پہنچا ہے"۔

کئی دہائیوں سے امریکی قرضہ کے اکٹھا ہونے سے ملک کی مالی حالت بری ہے اور 2008 کے بعد سے اس میں زبردست اضافہ ہوا ہے اور 8 ٹرلین ڈالر سے بڑھ کر اب 21 ٹرلین ڈالر تک پہنچ چکا ہے اور امریکی مالی حالت نازک صورت میں ہے جس کو بولٹن نے قومی سلامتی کے لئے ایسا خطرہ قرار دیا جس کا فوری حل درکار ہے یعنی قلیل مدتی یا درمیانہ مدت پر نہ کہ طویل مدتی حل ۔۔۔ایسی صورت میں امریکہ کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ مزید نقدی لائی جائے یعنی ڈالر چھاپیں جائیں جو اتنی مقدار میں ہو کہ حکومت کے اخراجات کو پورے کرسکے نہ کہ قرض کی ادائیگی کرسکے ورنہ اس سے ڈالر کی کرنسی تباہ ہوجائے گی یا پھر جس چیز

کئی دہائیوں سے امریکی قرضہ کے اکٹھا ہونے سے ملک کی مالی حالت بری ہے اور 2008 کے بعد سے اس میں زبردست اضافہ ہوا ہے اور 8 ٹرلین ڈالر سے بڑھ کر اب 21 ٹرلین ڈالر تک پہنچ چکا ہے اور امریکی مالی حالت نازک صورت میں ہے جس کو بولٹن نے قومی سلامتی کے لئے ایسا خطرہ قرار دیا جس کا فوری حل درکار ہے یعنی قلیل مدتی یا درمیانہ مدت پر نہ کہ طویل مدتی حل ۔۔۔ایسی صورت میں امریکہ کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ مزید نقدی لائی جائے یعنی ڈالر چھاپیں جائیں جو اتنی مقدار میں ہو کہ حکومت کے اخراجات کو پورے کرسکے

کو امریکی ٹریژری نے "کمزور ڈالر" کا نام دیا ہے یعنی اس دولت کا نقصان جو ڈالر میں لین دین کرنے والے مختلف ممالک نے اپنے پاس ڈالر کے ریزرو اور ٹریژری بانڈ کی شکل میں جمع کر رکھی ہے اور یہ نقصان اسی قدر ہوگا جتنا کہ ڈالر کمزور ہوگا جو ان ممالک کے لئے زبردست جھٹکا ہوگا۔

البتہ موجودہ حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام ممالک ڈالر کو بدل کر دوسری گلوبل کرنسی اختیار نہیں کرسکتے البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ دیگر ممالک کے ساتھ تجارتی معاہدات کی خاطر مقامی کرنسی استعمال کرنے کی روس اور چین کی کوششیں ڈالر کے غلبہ کو توڑنے میں موئثر ثابت ہوسکتی ہیں اس شرط پر کہ ان کوششوں میں مزید تیزی آئے اور وہ ڈھیلی نہ پڑیں اور چین کے ہمراہ یوروپی یونین کی حرکت مزید اثرانداز ہوسکتی ہے، اس سے سونے کی خریداری کی مانگ بڑھے گی لیکن یہ مسئلہ کو تب تک حل نہیں کرسکتی جب تک سونا مرکزی بنکوں میں commodity یعنی جنس کی شکل میں پڑا رہے گا اور ڈالر کے بدلے فروخت کیا جائے گا جب ریاستوں کو اس کی ضرورت پڑے گی یا پھر ریزرو کی طرح پڑا رہے تاکہ ملک کی کاغذی کرنسی کو سہارا دے سکے اور اس کے ذریعہ وہ ہارڈ کرنسی حاصل کرسکیں البتہ یہ سب مسئلہ کا حل نہیں ہے جب تک سونا اور چاندی کرنسی نہ بن جائیں اور بنک نوٹ جاری کئے جائیں جو سونے اور چاندی کی مقدار کے برابر ہوں اور بنک میں ان کو صرف جنس کی طرح استعمال نہ کیا جائے تاکہ ان کے ذریعہ نام نہاد ہارڈ کرنسی خریدی جاسکے، اس کا مطلب ہے کہ ہر ملک کے سنٹرل بنک کو سونے اور چاندی میں کرنسی کو جاری کرنا ہوگا اور بنک نوٹ جاری

کرنے کی اجازت ہوگی جبکہ اس کی قیمت سونے وچاندی کے برابر ہو اور اس کا نقدی بردار اس نوٹ کو کسی بھی وقت بنک لے جاکر سونا اور چاندی بدل میں حاصل کر سکتا ہو یعنی بجائے اسے سونے اور چاندی کی جنس کے طور پر استعمال کرنے کے اس کو کرنسی کی طرح استعمال کیا جائے البتہ نوٹ پر سونے اور چاندی کی مقدار میں اس کی قیمت لکھی ہو۔ یوں سونا اور چاندی پھر سے غالب ہوں گے اور پھر کوئی ملک کسی دوسرے ملک کی دولت کو برباد نہیں کر سکے گا یا پھر ان کی محنت کا استحصال کرے اور جنگی مشنریوں کو حرکت میں لائے اور اس کی بے قیمت نوٹوں کو لے کر اپنی جابرانہ جنگوں کو دوسروں پر مسلط کرے جیسا کہ ہم آج دیکھتے ہیں، اور یہ کام سوائے ریاست خلافت کے کوئی دوسری ریاست نہیں کر سکتی کیونکہ سونے چاندی کی کرنسی اللہ کی شریعت کا حکم ہے خلافت جس کا نفاذ کرتی ہے اور نبی کریم ﷺ نے اس کو اپنی ریاست میں نافذ کیا تھا اور خلفاء راشدین نے اس کی پیروی کی تھی ان کے بعد عظیم خلفاء نے بھی اس کی پیروی کی حتی کہ 1342 ہجری بمطابق 1924 عیسوی میں خلافت کا خاتمہ ہوگیا اور پھر باطل غالب آگیا، سرمایہ دارانہ نظریہ حیات یعنی کیپٹلزم دنیا پر چھا گیا اور اس کے آقا صرف لوٹنا اور دھوکہ کے ذریعہ دوسروں کا مال باطل طور پر ہڑپ کرنا جانتے ہیں اور بلین کی تعداد میں مال کو بٹورنا جانتے ہیں، اور یہ ظلم کی بنیاد پر قائم انسان کا بنایا ہوا قانون ہے اور ہم مالی بحران کا تباہ کن نتیجہ اور معاشی بربادیاں دیکھتے ہیں، لوگوں کی قابلیتوں کا استحصال، ان کی دولتوں کو لوٹنا اور کاغذی کرنسی کی شکل میں بے وزن وبے قیمت ڈالر میں ان کی دولت کو نقصان پہنچانے کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ اس باطل و جھوٹی آئیڈیالوجی کو تباہ کر دیا جائے اور اسلامی آئیڈیالوجی کی خود مختاری و حاکمیت کے لئے کام کیا جائے جو کہ حق وانصاف کا نظریہ حیات ہے جو اس کی ریاست میں گہرائی سے پیوست ہوتا ہے جس کا وعدہ اللہ تعالی نے اپنے مخلص بندوں اور اس کی خاطر کام کرنے والے نیکوکاروں سے کر رکھا ہے۔

> سونا اور چاندی پھر سے غالب ہوں گے اور پھر کوئی ملک کسی دوسرے ملک کی دولت کو برباد نہیں کر سکے گا یا پھر ان کی محنت کا استحصال کرے اور جنگی مشنریوں کو حرکت میں لائے اور اس کی بے قیمت نوٹوں کو لے کر اپنی جابرانہ جنگوں کو دوسروں پر مسلط کرے جیسا کہ ہم آج دیکھتے ہیں، اور یہ کام سوائے ریاست خلافت کے کوئی دوسری ریاست نہیں کر سکتی کیونکہ سونے چاندی کی کرنسی اللہ کی شریعت کا حکم ہے خلافت جس کا نفاذ کرتی ہے اور نبی کریم ﷺ نے اس کو اپنی ریاست میں نافذ کیا تھا اور خلفاء راشدین نے اس کی پیروی کی تھی ان کے بعد عظیم خلفاء نے بھی اس کی پیروی کی حتی کہ 1342 ہجری بمطابق 1924 عیسوی میں خلافت کا خاتمہ ہوگیا اور پھر باطل غالب آگیا

(وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ)

یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدہ سے نہیں مکرتا البتہ اکثر لوگ بے خبر ہیں۔ (سورۃ روم:6)

یہ دنیا مالیاتی اور معاشی مشکلات میں گھری رہے گی جب تک وہ اللہ کے احکامات کے مطابق حکومت نہ کرنے لگ جائے اور اللہ سبحانہ وتعالی کی بات سچی ہے۔

(وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا)

جو کوئی ہمارے ذکر سے منہ موڑلے گا بے شک وہ تنگ زندگی گذارے گا اور ہم آخرت میں اس کو اندھا اٹھائیں گے۔ (طہ:124)

18 ربیع الاول 1440

26/11/2018

ختم شد

باجوہ-عمران حکومت اپنے ہارے ہوئے آقا امریکا، کی افغانستان میں مستقل موجودگی کو یقینی بنانے کے لیے افغان مذاکرات میں سہولت کاری کا کردار ادا کر کے اسلام اور مسلمانوں سے غداری کر رہی ہے

پریس نوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطر میں افغان طالبان کے ساتھ امریکا کے مذاکرات میں پاکستان کے سہولت کاری کے کردار پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پاکستان کے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے 27 جنوری 2019 کو کہا کہ، "ہم چاہتے ہیں کہ افغان اپنے مسائل بین الافغان مذاکرات کے ذریعے حل کریں"۔ لیکن سہولت کاری کے کردار میں کامیابی کس بھی صورت ہمارے لیے خوشی کا باعث نہیں ہوسکتی کیونکہ بین الافغان مذاکرات ایک امریکی منصوبہ ہے جس کا مقصد افغانستان میں امریکی اڈوں پر پرائیوٹ کانٹریکٹرز (کرائے کے فوجی) اور امریکی سرکاری افواج کی تعیناتی کی صورت میں افغانستان میں اپنی موجودگی کو برقرار رکھنا ہے۔ امریکی پشت پناہی سے شروع کیے جانے والے "امن" مذاکرات میں سہولت کاری کا کردار ادا کرنا مسلمانوں سے غداری ہے کیونکہ یہ مذاکرات میدان جنگ میں متوقع امریکی شکست کو مذاکرات کی میز پر امریکہ کے لیے فتح میں تبدیل کر دیں گے۔ افغانستان میں امریکا کی موجودگی ہی خطے میں عدم استحکام کی بنیادی وجہ ہے کیونکہ امریکا اافغانستان میں اپنی موجودگی کا فائدہ اٹھا کر بھارت کے ساتھ مل کر واحد مسلم ایٹمی قوت، پاکستان، کے خلاف، خفیہ جنگیں مسلط کرتا ہے - پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت یہ حقیقت جاننے کے باوجود افغان "امن" مذاکرات میں سہولت کاری کا کردار ادا کر رہی ہے۔ امریکا افغانستان میں اربوں ڈالرز اور ہزاروں جانیں لگا چکا ہے اور اس کی نظر افغانستان کی معدنی دولت پر بھی ہے۔ خود امریکی پینٹا گون نے افغانستان کو "لیتھیم (Lithium) کا سعودی عرب" قرار دیا ہے۔ اس لیے ظاہری بیانیہ کے برعکس امریکہ کا افغانستان سے مکمل انخلاء کا کوئی ارادہ نہیں۔

لیکن ان تمام باتوں کے باوجود، پاکستان کے حکمرانوں نے افغانستان میں "کرائے کے سہولت کار" کا کردار ادا کیا۔ پاکستان کے حکمرانوں نے افغان طالبان کو مذاکرات میں شرکت پر مجبور کرنے کے لیے دھمکیوں اور ترغیبات یعنی اغوا و قتل اور کچھ افغان طالبان رہنماوں کی رہائی اور مالی فوائد کی لالچ، کی پالیسی اختیار کی۔ اس طرح ان حکمرانوں نے خود کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی سزا کا حق دار بنا لیا ہے کیونکہ انہوں نے افغان طالبان کو ایک نہیں بلکہ دوگناہوں کو قبو ل کرنے پر مجبور کرنے کی دعوت دی ہے۔ پہلا گناہ یہ ہے کہ پاکستان کے حکمران افغان طالبان کو، جو کہ کامیابی کے انتہائی قریب ہیں، جہاد سے دستبرداری کی دعوت دے رہے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مَا تَرَكَ قَوْمٌ الْجِهَادَ إِلاّ ذُلّوا "جس قوم نے جہاد سے دستبرداری اختیار کی وہ ذلیل و رسوا ہوئی" (احمد)۔ دوسرا گناہ یہ ہے کہ پاکستان کے نافرمان حکمران افغان طالبان کو افغانستان میں امریکی پشت پناہی سے نافذ ہونے والے انسانوں کے بنائے ہوئے طاغوتی نظام میں شمولیت کی دعوت دے رہے ہیں تاکہ کابل میں امریکا کی کٹھ پتلی حکومت برقرار رہے جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے، أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا " کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں ان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ اپنا مقدمہ طاغوت کے پاس لے جا کر فیصلہ کرائیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ اس سے اعتقاد نہ رکھیں اور شیطان (تو یہ) چاہتا ہے کہ ان کو بہکا کر رستے سے دور ڈال دے " (النساء 4:60)۔

اے پاکستان کے مسلمانو! خلافت کے داعی حکمرانوں کی جانب سے امریکہ کے کرائے کے سہولت کار کا کردار ادا کرنے کے خلاف زبردست مہم چلاتے رہیں گے، انشاءاللہ!۔ خلافت کے داعی مظاہروں، بااثر افراد سے وفود کی صورت میں ملاقاتوں اور سوشل میڈیا پیغامات کے ذریعے حکمرانوں کی غداری کو بے نقاب کرتے رہیں گے۔ لہٰذا آپ اُن کی اِن کوششوں میں ہر ممکن معاونت کریں۔ یقیناً یہ آپ پر فرض ہے کہ دشمن کے ساتھ ہونے والی سودے بازی کو روکیں اور اسے مسترد کر دیں۔ یقیناً دشمن کو ذلت آمیز انخلاء کی راہ پر ڈال دیا گیا تھا لیکن اس سودے بازی کے ذریعے اسے واپسی کا رستہ مہیا کیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اُس ریاست کو قائم کریں جو تمام مسلم ریاستوں کو قابض دشمنوں کے خلاف ایک زبردست قوت کی صورت میں یکجا کر دے گی۔ آئیں کہ ہم نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کی زبردست جدوجہد کریں تاکہ ایک طویل عرصے سے اپنے دشمنوں کے ہاتھوں ہم پر آنے والی ایک کے بعد ایک مصیبتوں کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

MoosA HarooN
Exclusive Kurta Wear
Shop #29
PIA
airblue
MASHAL-E-MADINA
Travel, Tours & Real Agency
24/7

مسلم دنیا میں اردو بولنے والوں کے لیے

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی اردو ویب سائٹ

www.hizb-ut-tahrir.info/info/urdu.php

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی ایک اردو ویب سائٹ ہے جس کو www.hizb-ut-tahrir.info کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی امت میں اردو بولنے، لکھنے اور سمجھنے والے کروڑوں مسلمانوں کے لئے یہ اردو ویب سائٹ معلومات حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس ویب سائٹ پر پوری مسلم دنیا میں خلافت کے قیام کے لیے کام کرنے والی جماعت حزب التحریر کی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک مختلف ولایات کی جانب سے جاری کی گئیں پریس ریلیز زاور لیفلٹ دیکھے جاسکتے ہیں۔اس کے علاوہ اس ویب سائٹ پر مسلم دنیا میں حزب التحریر کی خلافت کے قیام کی زبردست جدوجہد کے حوالے سے تحریریں، تصاویر، آڈیوز اور وڈیوز بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ اس ویب سائٹ کے ذریعے حزب التحریر کے امیر، مشہور رہنما اور فقیہ، شیخ عطا بن خلیل ابوالرَشتہ سے سوالات بھی پوچھے جاسکتے ہیں۔

یقیناً اردو زبان کی موجودگی خلافت کا تحفہ ہے کیونکہ یہ زبان ریاستِ خلافت کی مسلم افواج کی فوجی چھاؤنیوں میں وجود میں آئی تھی جن میں ترکی، فارس، عرب اور برِصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے مسلمان موجود ہوتے تھے۔ درحقیقت لفظ اردو ترک زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "لشکر" کے ہیں۔آج کے دن تک اردو کا رسم الخط، اس کے الفاظ اور طرزِ تحریر قرآن اور خلافت کی سرکاری زبان عربی پر بے حد انحصار کرتی ہے۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان اردو زبان استعمال کرنے والے صحافیوں، میڈیا اور سوشل میڈیا کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ حزب التحریر کی جدوجہد اور کام سے مسلسل آگاہی کے لیے اس بہترین ویب سائٹ کو استعمال کریں۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس